خواتین کا اسلام

552 بدھ 3 ذی الحجہ 1434ھ مطابق 9 اکتوبر 2013ء

روشنی کا سفر

اولاد کی قربانی

نمکین عید

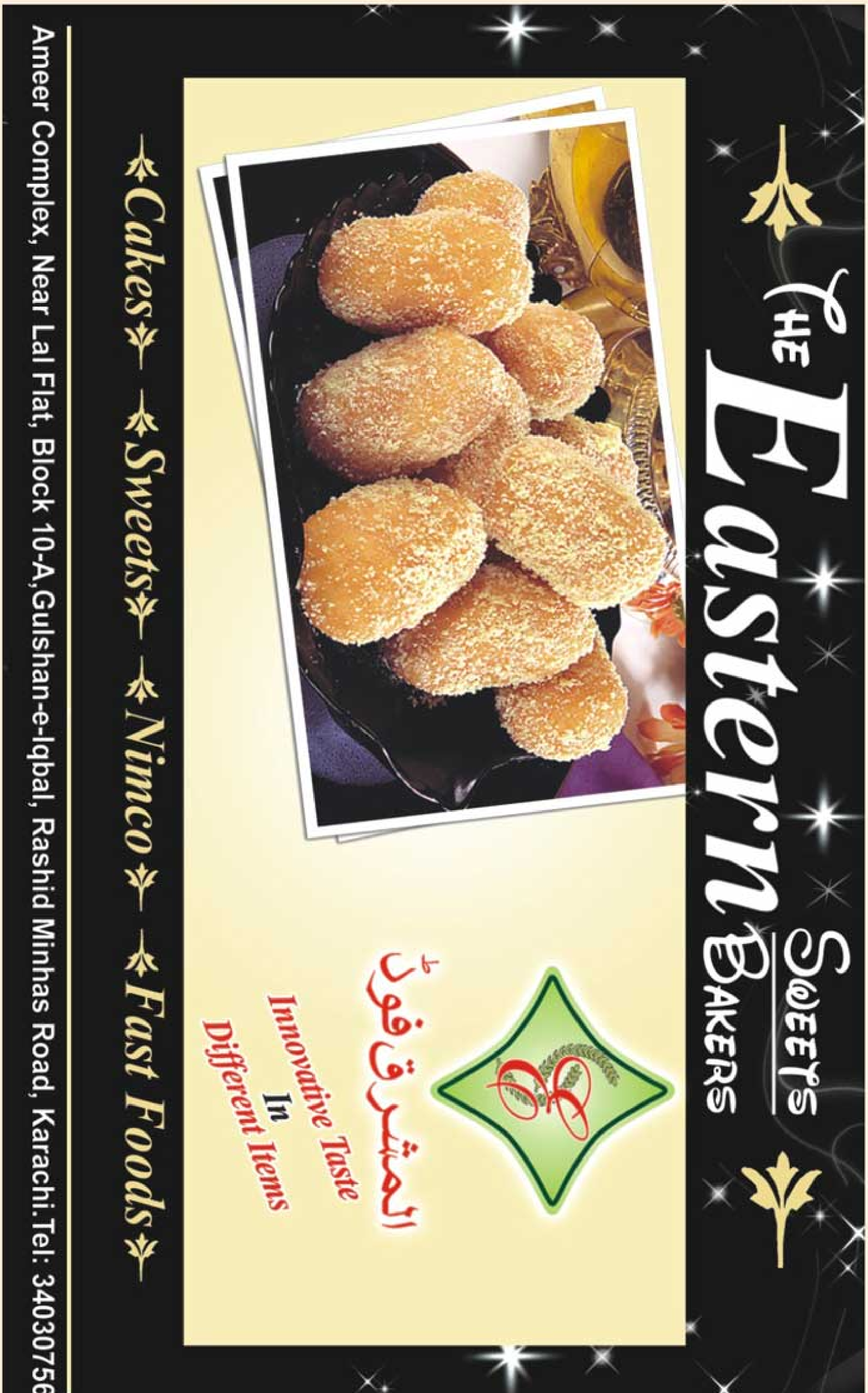
The Eastern Sweets Bakers
المشرق فوڈ
Innovative Taste
In
Different Items
Cakes Sweets Nimco Fast Foods
Ameer Complex, Near Lal Flat, Block 10-A,Gulshan-e-Iqbal, Rashid Minhas Road, Karachi.Tel: 34030756

Brighto
Inspired by Nature
www.brightopaints.com
ہر دیوار کی داستان
رنگوں کی روایت کے چالیس برس
Brighto PAINTS
Brighto ALL WEATHER
Brighto PLASTIC EMULSION
Brighto SUPER EMULSION
برائیٹو پینٹس میں ہمارا ماننا ہے کہ دیواریں عمارتوں کی شخصیت کا آئینہ ہوتی ہیں، یہی دیواریں تو ہیں جو مکان کو گھر بناتی ہیں، بیتے لمحوں کی داستان سناتی ہیں۔ تب ہی تو گذشتہ چالیس برس ہم نے دیا ہر دیوار کی داستان کو ایک نیا رنگ۔
celebrating 40 years

یوم عرفہ کی خاص دعا

اَللّٰھم اِنَّکَ تَسْمَعُ کَلَامِیْ وَ تَرٰیْ مَکَانِیْ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَ عَلَانِیَتِیْ لَایَخْفٰیْ عَلَیْکَ شَیْءٌ مِّنْ اَمْرِیْ وَاَنَا الْبَائِسُ الْفَقِیْرُ الْمُسْتَغِیْثُ الْمُسْتَجِیْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِہٖ اَسْئَالُکَ مَسْئَالَۃَ الْمِسْکِیْنِ وَابْتَھِلُ اِلَیْکَ اِبْتِھَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِیْلِ وَادْعُوْکَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِیْرِ وَ دُعَاءَ مَنْ خَضَعَتْ لَکَ رَقَبَتُہٗ وَ فَاضَتْ لَکَ عَبْرَتُہٗ وَ ذَلَّ لَکَ جِسْمُہٗ وَ رَغِمَ لَکَ اَنْفُہٗ...... اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ بِدُعَائِکَ شَقِیًّا وَکُنْ بِیْ رَؤُفًا رَحِیْمًا یَا خَیْرَ الْمَسْؤُلِیْنَ وَ یَاخَیْرَ الْمُعْطِیْنَ. (طبرانی)

ترجمہ: اے بار الٰہ! تو میری بات سنتا ہے اور میں جہاں اور جس حال میں ہوں تو اس کو دیکھتا ہے۔ تو میرے ظاہر و باطن سے باخبر ہے، تجھ سے میری کوئی بات ڈھکی چھپی نہیں، میں دکھی ہوں محتاج ہوں، فریادی ہوں، پناہ کی متلاشی ہوں، ترساں اور ہراساں ہوں، اپنے گناہوں کی اقراری ہوں، میں تجھ سے اس طرح سوال کرتی ہوں جس طرح کوئی عاجز و مسکین بندہ سوال کرتا ہے۔ تیرے آگے گڑگڑاتی ہوں جیسے گناہ گار ذلیل و خوار گڑگڑاتا ہے، میں تجھ سے اس طرح دعا کرتی ہوں جیسے کوئی خوف زدہ آفت رسیدہ دعا کرتا ہے اور اس بندے کی طرح مانگتی ہوں جس کی گردن تیرے سامنے جھکی ہوئی ہو اور آنسو بہہ رہے ہوں، اور تن بدن سے وہ تیرے آگے فروتنی کیے ہوئے ہو اور اپنی ناک تیرے سامنے رگڑ رہا ہو۔ اے اللہ! تو اس دعا مانگنے میں ناکام اور نامراد نہ رکھ اور میرے حق میں بڑا مہربان اور رحیم ہو جا، ان سب سے بہتر و برتر جن سے مانگنے والے مانگتے ہیں اور جو مانگنے والوں کو دیتے ہیں۔"

پیاو سحر

حج، عشق و محبت کا سفر

جب بھی یہ دن آتے ہیں، سورۃ الحج کی یہ آیات کانوں میں ہر وقت گونجنے لگتی ہیں جن کا مفہوم ہے: "اور یاد کرو جب ہم نے آباد کیا ابراہیم کے لیے اس گھر کی جگہ کو (خانہ کعبہ کے پاس)......اور ہم نے انہیں یہ ہدایت دی کہ دیکھو تم میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا......اور پاک رکھنا میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں کے لیے......اور رکوع و سجدہ کرنے والوں کے لیے...... اور صدا لگاؤ لوگوں میں حج کے لیے......وہ آئیں گے پیدل بھی......اور دبلی اونٹنیوں پر بھی......اور وہ آئیں گے دور دراز کی راہوں سے......تاکہ وہ حاضر ہوں اپنے لیے فائدوں کی جگہوں پر......اور وہ اللہ کے نام کا ذکر کریں معلوم دنوں میں، اس چیز پر جو اللہ نے انہیں رزق دیا ہے مویشیوں میں سے...... پس کھاؤ اس میں سے بھی اور کھلاؤ اس فقیر کو بھی جو برے حال میں ہے......(آیات 26 تا 28)

یہ اعلان ہزاروں برس پہلے ہوا۔ اور ہزاروں برس سے لوگ اس گھر کی زیارت کے لیے جوق در جوق جاتے ہیں۔ اس زیارت کو حج کہا جاتا ہے۔ اسلام کا یہ پانچواں اہم رکن ہے جس کے بغیر اسلام کی عمارت مکمل نہیں ہوتی۔ حضور اکرم ﷺ نے عمر عزیز کے آخری برس جو حج کیا اس میں حج کے تمام مناسک کی عملی و قولی تعلیم دی۔ آج تک امت اسی ترتیب کے ساتھ حج کرتی آرہی ہے۔

حج کی فضیلت کے بارے میں بے شمار احادیث موجود ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں: "جو شخص حج کرتا ہے اور اس میں کوئی بے حیائی کی گفتگو یا گناہ وغیرہ نہیں کرتا تو وہ یوں پاک صاف ہو جاتا ہے جیسے آج ہی اس کی ماں نے اسے جنا ہو۔"

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "جو شخص بیت اللہ شریف کی حاضری دیتا ہے، اس کا طواف کرتا ہے، اس کے سوا اس کا کوئی مقصد نہیں تو وہ گناہوں سے یوں پاک ہو جاتا ہے جیسے اپنی پیدائش کے دن تھا۔" (کنز العمال)

ایک حدیث میں حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد مبارک ہے کہ شیطان کبھی بھی اس قدر ضعیف، حقیر اور غضب ناک نہیں دیکھا گیا جتنا کہ یوم عرفہ میں اور وہ اس لیے کہ اس نے بندوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول دیکھا اور بڑے بڑے گناہوں کی بھی عام بخشش ہوئی اور اس کا یہی حال اس سے پہلے ایک دفعہ یوم بدر میں بھی ہوا تھا۔ (مشکوٰۃ)

خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو حج کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔ نیک بخت ہیں وہ بندے جو اس شرف کو حاصل کرنے جا رہے ہیں۔ ان شاء اللہ جب وہ لوٹیں گے تو گناہوں سے پاک صاف ہوں گے، ایک نئی زندگی کا آغاز کریں گے۔ بزرگ فرماتے ہیں کہ حج کی قبولیت کی علامت ہی یہ ہے کہ انسان گناہوں کو ترک کردے اور اس کی زندگی میں انقلاب آجائے۔ الحمدللہ بہت سے لوگ ہیں جو حج کے بعد گزشتہ زندگی سے تائب ہو جاتے ہیں، چہرے پر سنت کا نور آجاتا ہے، نمازوں کی پابندی کرنے لگتے ہیں۔ خواتین پردہ شروع کردیتی ہیں۔ زندگی بدل جاتی ہے، مگر بہت بڑی تعداد ایسی ہے جن کے لیے حج دیگر عبادات کی طرح ایک رسم ہی بن گئی ہے۔ چنانچہ حج کے لیے ایک بار نہیں کئی کئی بار آنے جانے سے بھی انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ عبادات، معاملات، اخلاقیات کسی بھی شعبۂ زندگی میں تبدیلی نہیں آتی۔ ایسا حج اللہ کو مطلوب نہیں۔ اس محرومی کی بڑی وجہ یہ ہوتی ہے کہ انسان حج کے لیے جاتا تو ہے مگر اسے اللہ سے سچی محبت نہیں ہوتی، دل میں جذبۂ عشق نہیں ہوتا جس کا حج تقاضا کرتا ہے۔ حضرت حکیم اختر صاحب نور اللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے کہ انسان کسی کے گھر جاتا ہے تو لطف تب آتا ہے جب گھر والے سے پہلے سے جان پہچان ہو، تعارف ہو، ورنہ ملاقات پھیکی رہتی ہے۔ اسی طرح اللہ کے گھر جا رہے ہو تو پہلے اللہ سے تعلق بناؤ، معرفت کا نور دل میں پیدا کر کے جاؤ، پھر دیکھو اللہ کے گھر میں کیا کیفیات پیدا ہوتی ہیں۔

یہ معرفت اللہ والوں کی صحبت اور تربیت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی، اس لیے حج پر جانے سے پہلے اللہ والوں کی مجالس میں حاضری دینا، اولیاء اللہ سے تربیت کا تعلق پیدا کرنا اور گناہوں سے توبہ کرنا بہت ضروری ہے تاکہ حج، حج مبرور بنے۔

سید یونس الحسنی

کیا کہنے!

میں صحنِ حرم تک آپہنچا بختوں کی رسائی کیا کہنے
اللہ نے بلا کر گھر اپنے اک جوت جگائی کیا کہنے
میں غرقِ معاصی صبح و مسا تاریک سے رستوں کا راہی
ہے اس کا کرم سبحان اللہ ہوگئی رُشنائی کیا کہنے
سب وہم و گماں اب آہ و فغاں اک ربطِ نہاں ہے کراں تا کراں
کیا خوب تصور جاناں نے مہمیز لگائی کیا کہنے
پھر برکھا برسی رحمت کی دل آنگن رشکِ بہار ہوا
جلوت کو دیا اک روپ نگر خلوت مہکائی کیا کہنے
میں گریہ کناں تھا ہر لمحہ پر اس کی عطا اللہ اللہ
میرے من کی سونی وادی میں اک شمع جلائی کیا کہنے
میں دل کی آنکھوں سے جب بھی دیوارِ حرم کو چومتا ہوں
احساس یہ ہوتا ہے یونس اپنی بن آئی کیا کہنے

مدیر اعلیٰ : مفتی فیصل احمد
مدیر : انجینئر مولانا محمد افضل
"خواتین کا اسلام" دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی فون: 021 36609983
خواتین کا اسلام انٹرنیٹ پر www.dailyislam.pk سالانہ زرِتعاون اندرونِ ملک: 600 روپے، بیرونِ ملک: 3700 روپے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی

حضور اکرم ﷺ کی اپنی امت پر بے انتہا شفقت کی وجہ سے یہ عادت شریفہ تھی کہ آپ ﷺ کبھی کسی عبادت یا دعا کے وقت اپنی امت کو نہیں بھولتے تھے۔ قربانی کرتے وقت بھی یہ عادتِ شریفہ تھی کہ آپ اپنے ساتھ اپنی امت کی نیت بھی فرمایا کرتے تھے جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ جب جانور کو قبلہ رخ کر دیتے تو دعا فرماتے جس کے آخر میں فرماتے: اے اللہ! یہ قربانی تیری ہی طرف سے اور تیری ہی توفیق سے ہے اور تیرے ہی واسطے ہے، تیرے بندے محمد ﷺ اور اس کی امت کی جانب سے بسم اللہ واللہ اکبر" یہ کلمات ارشاد فرما کر آپ جانور کو ذبح فرماتے۔ (مسند احمد)

ایک حدیث میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قربانی کے دن یعنی عید قرباں کے دن رسول اللہ ﷺ نے سیاہی سفیدی مائل سینگوں والے دو خصّی مینڈھوں کی قربانی کی۔ جب آپ نے ان کا رُخ صحیح یعنی قبلہ کی طرف کر لیا تو یہ دعا پڑھی:

"اِنِّیۡ وَجَّهۡتُ وَجۡهِیَ لِلَّذِیۡ..... اَللّٰھُمَّ مِنۡکَ وَلَکَ عَنۡ مُحَمَّدٍ وَاُمَّتِهٖ بِسۡمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَکۡبَرُ."

اور مسند احمد اور جامع ترمذی کی اسی حدیث کی ایک دوسری روایت میں آخری حصہ اس طرح ہے کہ آپ نے "اَللّٰھُمَّ مِنۡکَ وَلَکَ" کہنے کے بعد اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور زبان سے کہا: "بسم اللہ واللہ اکبر" (اے اللہ! یہ میری جانب سے اور میرے ان امتیوں کی جانب سے جنہوں نے قربانی نہ کی ہو)۔

صبا مجتبیٰ - کراچی

قربانی کے وقت رسول اللہ ﷺ کا اللہ تعالیٰ سے یہ عرض کرنا کہ:

"میری جانب سے اور میری اُمت کی جانب سے، یا میرے ان امتیوں کی جانب سے جنہوں قربانی نہیں کی" ظاہر ہے کہ یہ امت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی انتہائی شفقت ورافت ہے۔ اب حضور اکرم ﷺ کی امت پر اس درجہ شفقت ومحبت کی وجہ سے ایک امتی کو بھی یہ چاہیے کہ جب بھی قربانی کرے، اگر استطاعت ہو تو حضور اکرم ﷺ کی طرف سے بھی قربانی کیا کرے۔ ابوداؤد شریف میں ایک حدیث اسی ذیل میں آئی ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بھی قربانی کیا کرو اس سے محبت بڑھتی ہے۔"

خود حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی کو اس کی وصیت فرمائی کہ بعد وصال آپ کی طرف سے قربانی کرتے رہیں۔

حنش بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دو مینڈھوں کی قربانی کرتے دیکھا تو میں نے اُن سے عرض کیا کہ: یہ کیا ہے (یعنی آپ بجائے ایک کے دو مینڈھوں کی قربانی کیوں کرتے ہیں؟) انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میں آپ کی طرف سے بھی قربانی کیا کروں، تو ایک قربانی میں آپ کی جانب سے کرتا ہوں۔ (ابی داؤد)

حسرت

اثر جونپوری

عازمینِ حج کو یوں حسرت سے تکتا رہ گیا
چل دیئے وہ مسکرا کر میں سسکتا رہ گیا

وہ کہ جیتے جی رسائی پا گئے منزل تلک
اور میں راہِ تخیل میں بھٹکتا رہ گیا

یہ وفورِ شوق کی تقصیر ہے میری نہیں
جانے کیا جوشِ جنوں میں آج بکتا رہ گیا

گل تبسم کے اُدھر کِھلتے مہکتے ہی رہے
اشک کا موتی اِدھر رخ پر ڈھلکتا رہ گیا

اوپر اوپر حوصلوں کی برف رکھی تھی مگر
اندر اندر لاوائے مجبوری پکتا رہ گیا

گلستانِ قلب خاکستر بہ یک چشمِ زدن
شعلۂ شوقِ حضوری یوں بھڑکتا رہ گیا

یا تو پھر کوئے حرم چل یا تو پھر ملکِ عدم
جاں پھڑکتی رہ گئی اور دل دھڑکتا رہ گیا

رفتہ رفتہ زائریں رخصت ہوئے سب اور میں
چپکے چپکے مثل بچوں کے بلکتا رہ گیا

کہہ گئے زائر کریں گے حاضری کی ہم دعا
ایک جگنو بر شبِ تیرہ چمکتا رہ گیا

محبت تو اسے کہتے ہیں

صالحہ یوسف

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی مدینہ جا رہے تھے تو انہوں نے روضہ والے کی محبت میں مدینہ سے سات میل پیچھے جوتے اتار دیے تو لوگوں نے کہا کہ یہاں تو پتھر ہیں آپ کے پاؤں پر لگتے ہی پاؤں زخمی ہو جائیں گے۔ مولانا نے بڑا پیارا جواب دیا اور کہا کہ بات پتھروں کی نہیں بات میری محبت کی ہے، آج سے چودہ سو سال پہلے میرے محبوب کے پاؤں ان پتھروں پر لگے ہوں گے تو مجھے خیال آ رہا ہے کہ کہیں قاسم کے گستاخ جوتے آپ ﷺ کے قدموں کے نشان پر نہ آ جائیں۔

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کا دل حج کے موسم میں تڑپتا رہتا تھا۔ ایک دفعہ ناشتہ کرنے کے لیے بیٹھے لیکن دل پھر تڑپ اٹھا، لقمہ وہیں رکھا اور صحن میں آ کر آسمان کو دیکھتے ہوئے کہا:

"اے مولا! تیرے وہ عاشق نہ جانے کیا کر رہے ہوں گے؟ کوئی مقام ابراہیم پر سجدہ کر رہا ہوگا، کوئی حجر اسود کو بوسے دے رہا ہوگا، کوئی غلاف کعبہ کو پکڑ کر دعائیں کر رہا ہوگا۔"

اللہ تعالیٰ کو ان کے دل کی یہ صدا، ان کی محبت کا انداز ان کی سچی تڑپ اتنی پسند آئی کہ اللہ نے ان کا انتخاب کیا۔ کیسا انتخاب کہ اٹھارہ سال تک روضہ رسول پر بیٹھ کر قال اللہ، قال الرسول کی تعلیم دی ہے۔ واقعی جس بندے کی طلب سچی ہوگی تو اللہ تعالیٰ ضرور اسے اپنے گھر کی زیارت کراتے ہیں۔

روشنی کا سفر

اُمِ حسن

یہ تقریباً ایک سال پہلے کی بات ہے کہ میری خالہ زاد کا فون آیا:

"منجو! میں نے آپ کو حرم میں کھڑا دیکھا ہے خواب میں۔"

پھر اسی کا ایک اور فون آیا کہ

"منجو! آج پھر میں نے آپ کو خانہ کعبہ کے سامنے کھڑا دیکھا ہے۔"

میں فرطِ جذبات سے رونے لگی۔ تڑپ تو بہت عرصے سے تھی لیکن نہ جانے کیوں اس کے خواب سن کر امید سی ہوگئی کہ ان شاء اللہ یہ خواب سچ ہوں گے۔

بالآخر جون 2012ء کی ایک حسین صبح میں، علی اور تینوں بچے (احسن، عمر، احمد) اللہ کے مہمان بننے کے لیے سوئے حرم روانہ ہوئے۔ جب بچوں نے احرام باندھا اور "لبیک" کہا تو لگتا تھا کہ یہ فرشتے ہیں۔ چھوٹا احمد تو بہت ہی معصوم لگ رہا تھا۔ چار سال کی عمر میں اللہ نے اسے اتنی بڑی سعادت دے دی کہ وہ دو عمرے کر آیا اور روضۂ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر آیا۔ جب وہ اپنی پیاری آواز میں تلبیہ پڑھتا تو جہاز میں لوگ مڑ مڑ کر اس کی طرف دیکھتے اور پیار کرتے تھے۔

جب ہم ایک لمبے، تھکا دینے والے سفر کے بعد اپنے ہوٹل کے کمرے تک پہنچے تو دو تین دن کی بے آرامی اور تھکن کی وجہ سے میرا بس ایک ہی دل تھا کہ سو جاؤں، اچھی طرح نیند پوری کر کے تازہ دم ہو کر عمرہ ادا کروں، لیکن اللہ جانے ہر وقت پر سکون رہنے والے علی اتنے بے چین کیوں ہو گئے۔ انہوں نے سر پر سوار کر لیا کہ بس پہلے عمرہ پھر آرام۔ حالاں کہ جب ہم پہلے حج کرنے آئے تھے تو علی اکثر کہا کرتے تھے کہ عمرہ انسان کو بہت تسلی اور سکون سے کرنا چاہیے جب نیند بھی پوری ہو اور تھکن بھی نہ ہو۔ بہر حال مجھے تو یہ ایک آزمائش ہی کی شکل لگی کہ علی نے سب کو زبردستی عمرے کی ادائیگی کے لیے تیار کیا۔ جب حرم پہنچے تو آزمائش نمبر دو، باب السلام نہیں مل رہا تھا۔ باب السلام سے داخل ہونا مستحب ہے۔ میری تھکاوٹ ہر قدم کے ساتھ بڑھتی جا رہی تھی، بچے بھی سخت تھک چکے تھے اور علی باب السلام ڈھونڈنے پر تلے ہوئے تھے۔ بالآخر حرم کے اردگرد دوسرے چکر میں باب السلام مل ہی گیا۔

یہاں میں تمام بہنوں سے التجا کروں گی کہ کبھی تھکاوٹ، بھوک یا نیند کے غلبے میں عمرہ ادا نہ کریں۔ احرام کی پابندیوں سے نکلنے کی جلدی آپ کو دوگنا پریشان کرے گی۔ وہ سارے حسین جذبے، وفورِ محبت سے کعبہ کو تکنا، وہ پلکیں جھپکے بغیر اللہ کے گھر کو دیکھ کر دعائیں مانگنا، وہ آنسوؤں کی برسات سب بالکل مشینی سا ہو جاتا ہے، اگر آپ جلد از جلد عمرہ ادا کرنے کے چکر میں پڑ جائیں۔ اور ویسے بھی عبادات میں یکسوئی، بشاشت، دھیان اور احسانی کیفیت خود مقصود ہے، تب ہی تو نماز جیسے رکن کی ادائیگی کے لیے بھی یہی تاکید کی جاتی ہے کہ بھوک اور دوسری ضروری حاجات کی شدت میں پہلے ضروریات سے فراغت حاصل کی جائے اور پھر اطمینان اور بشاشت سے نماز ادا کی جائے۔ اپنے حسین تجربات کا یہ پہلو میں نے اس لیے لکھا کہ جب اللہ آپ کو بلائے تو آپ ایسا کرنے سے بچ جائیں۔

اب حسن (11 سال) عمر (9 سال) سے یہ بات طے تھی کہ جو بھی خدانخواستہ حرم میں بچھڑ گیا سبز لائٹ (حجرِ اسود کی نشانی) کے نیچے پہنچ جائے گا اور وہیں انتظار کرے گا۔ طواف کے پہلے ہی چکر میں حسن، عمر، احمد اور علی مجھ سے الگ ہو گئے۔ پہلا دن تھا، ابھی ہم نے سعودیہ کی سمیں (Sims) نہیں خریدی تھیں، کوئی رابطہ نہ تھا۔ بچوں کے ساتھ آنے کا پہلا تجربہ۔ میں تو بھول ہی گئی کہ میں نے اس حرم تک پھر آنے کے لیے کتنی دعائیں مانگی تھیں، کتنا روئی، تڑپی تھی اور اس عمرے کی مجھے کتنی حسرت تھی۔ ساتوں چکروں میں میں بس یہ دعا مانگتی رہی "یا اللہ میرے بچے حفاظت سے رہیں وہ گم نہ ہو جائیں۔"

"یا اللہ انہیں تیرے گھر آ کر کوئی پریشانی نہ اٹھانی پڑے۔ یا اللہ تیری امان میں رہیں۔"

ساتھ ہی مجھے چکر آنے لگ گئے، لگتا تھا کہ میرے پیروں کے نیچے زمین ہل رہی ہے اور میں منہ کے بل گرنے لگی ہوں۔ ساتھ ہی مجھے لگا کہ میں باوضو نہیں رہی۔ بے چینی، احساسِ جرم، احساسِ زیاں، تھکن، دکھ، پریشانی یہ عناصر مجھے بری طرح جکڑ چکے تھے۔ مجھے شدید پچھتاوا ہو رہا تھا کہ میں نے عمرہ کرنے میں جلدی کیوں کی؟ آرام سے بعد میں آ کر کر لیتی۔

بہر حال قصہ مختصر جب میں سبز لائٹ پر گرتی پڑتی پہنچی تو سب میرا انتظار کر رہے تھے۔ اللہ کا شکر ادا کیا جس نے مجھے اور میرے خاندان کو اکٹھا کیا۔ اور میں سعی کرنے سے انکاری ہو گئی۔ میں نے علی کو صاف کہہ دیا کہ میری طبیعت سخت خراب ہے۔ طواف کا وضو بھی مشکوک ہے میں کل عمرہ کروں گی۔ علی نے بہت قائل کرنے کی کوشش کی مگر ایک "نہ" سو سکھ، میں نہ مانی۔ مطاف سے باہر برآمدے میں جہاں عورتوں کا حصہ تھا جا کر گر گئی۔ وہاں ایک خاتون ملیں جو کئی سالوں سے مکہ میں ہی مقیم تھیں۔ انہوں نے مجھے "فتویٰ" دیا کہ آپ نے چوں کہ طواف کے بعد سعی نہیں کی تو اگر آپ کل کریں گی تو دَم دینا پڑے گا۔ میں عمرے کے مسائل الحمدللہ کافی اچھی طرح سمجھ کر اور پڑھ کر گئی تھی لیکن چونکہ وہاں قدم قدم پر آپ کو نئے فتاویٰ کا

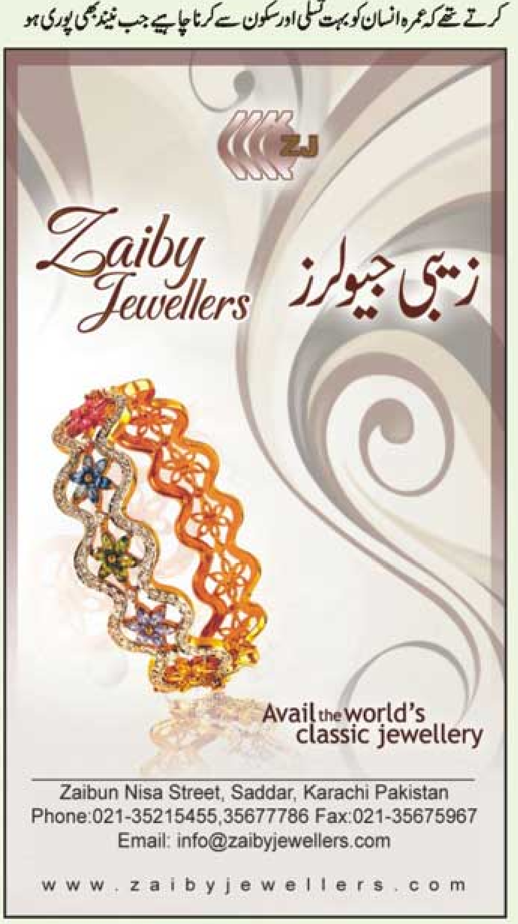

سامنا کرنا پڑتا ہے اس لیے چپ ہونے میں ہی عافیت نظر آئی۔ الغرض اگلے دن جبکہ علی اور بچے احرام سے آزاد ہو چکے تھے، میں اکیلے عمرہ کرنے حرم گئی۔ نکلنے سے پہلے ہوٹل میں صلوٰۃ الحاجۃ پڑھی اور دعا مانگی کہ "یا اللہ! میں تیری عاجز، کمزور اور بے بس بندی ہوں، مجھے ہمہ وقت وضو کا مشکوک ہونا لگتا رہتا ہے، اللہ جی تو اپنی رحمت اپنے کرم سے اس عمرے کو میرے لیے آسان بنا دے اور میری ناقص عبادت کو کامل قبولیت بخش دے۔ **اللھم انی اسئلک تمام الوضوء وتمام الصلوٰۃ وتمام الخیرات وترک المنکرات وحب المساکین . آمین**

پہلے تو ہوٹل سے حرم کا سیدھا راستہ بھول گئی، بالآخر 10 منٹ کا راستہ ½ گھنٹے میں طے کر کے حرم پہنچی۔ آج محسوس ہوا کہ میں کہاں آئی ہوں۔ بے اختیار زبان سے نکلا:

"یا اللہ! میں عاجز، گناہ گار، دنیا میں سرتاپا غرق مگر تو اتنا مہربان کہ مجھے اپنے گھر بلایا، میں تو اس قابل نہ تھی......"

پھر تو جو دل کی کثافت تھی کچھ اس طرح آنکھوں سے بہہ نکلی کہ ہچکیاں بندھ گئیں۔ کعبہ پر نظر پڑی تو آج پہلی نظر میں عشق (Love at first sight) کا مطلب سمجھ میں آیا۔ نظر گھر پر پڑ رہی تھی اور پیار گھر کے مالک پر آ رہا تھا۔ جب اپنی کوتاہ عملی کی طرف نگاہ جاتی تو مالک کے کرم پر شرم آتی اور رونا آتا کہ کہاں ذرے سے بھی حقیر میری ذات اور کہاں 'ضیف الرحمٰن' ہونے کا اعزاز!!

طواف شروع کیا تو دل جسم سے باہر آ کر اللہ کے حسین گھر کے چکر لگاتا محسوس ہوا۔ زبان پہ جو دعا آتی تھی لگتا تھا کہ دل کے نہاں خانوں سے نکل کر آتی ہے اور یوں محسوس ہو رہا تھا کہ میرے اللہ بہت قریب ہیں، بہت ہی قریب (اَقْـرَبُ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ)......

حرم کے اس عاشقانہ سفر کی باتیں کسی کے بس میں نہیں کہ دوسرے کو پوری طرح سمجھا سکے اور دوسروں کو وہ کیفیات محسوس کروا سکے، لیکن یہ سب لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ جب میں نے شہیدِ قرآن مولانا اسلم شیخوپوری رحمہ اللہ کے حج کا سفرنامہ پڑھا تو میرے دل میں حج کی تڑپ صحیح معنوں میں بیدار ہوئی تھی جو اس سے پہلے صرف ایک خواہش تھی تو اب میں بھی یہ سوچ کر لکھ رہی ہوں کہ ہو سکتا ہے کہ میری کسی بات سے کسی کا عمرہ آسان ہو جائے یا ہو سکتا ہے کہ جس نہج پر اس نے پہلے غور نہ کیا ہو، اب کر لے۔ اللہ تعالیٰ میری اس حقیر کاوش کو قبول فرمائے آمین۔

اس عمرے سے پہلے ایک عمرہ میں نے 19/18 سال کی عمر میں بھی کیا تھا اپنے امی، ابو اور بہن بھائی کے ساتھ۔ پھر اللہ نے اپنے کرم سے 6 سال پہلے حج بھی کروایا۔ حج نے میرے اندر بہت تشنگیاں چھوڑی تھیں۔ اللہ اسے قبول فرمائے لیکن واپس آ کر مجھے اپنی کوتاہیوں کا احساس بہت شدت سے ہوا۔ اور پہلا عمرہ تو تھا ہی کم عقلی کے زمانہ میں۔ بہرحال اس کا یہ فائدہ ضرور تھا کہ اللہ نے کم عمری میں اپنا گھر بھی دکھایا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کی زیارت بھی نصیب ہوئی اور جب میں حج کرنے گئی تو قدم قدم پر امی ابو کی راہنمائی اور سکھائی ہوئی دعائیں کام آئیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بہترین جزا عطا فرمائے۔

پہلے دونوں اسفار کے بعد جب میں کسی سے مدینہ کی باتیں، مدینہ کے جمال کے قصے، وہاں کی نرمی و کشش کے بارے میں سنتی تھی تو اندر ہی اندر مجھے یہ احساسِ جرم ضرور ہوتا کہ میں نے اپنے دونوں اسفار میں مدینہ کا حق ادا نہیں کیا، نہ مدینے سے فیض حاصل کیا۔ مجھے کیوں وہاں پر کعبہ جیسی کشش محسوس نہ ہوئی؟ یقیناً میرے اندر وہاں کا جمال محسوس کرنے کی صلاحیت ہی نہ تھی وغیرہ وغیرہ۔

اس مرتبہ میں نے یہ کیا کہ جب جمعے کو میں نے نبی اکرم ﷺ کو ثواب پہنچانے کے لیے طواف کیا تو پورا وقت ساتوں چکروں میں درود پاک پڑھا اور ساتھ یہ دعا کی کہ "یا اللہ! میرے اندر مدینہ کی کشش ڈال دے، مدینہ والے (ﷺ) کی تڑپ اور عشق ڈال دے، یا اللہ صحابہ کو جو نبی ﷺ سے محبت تھی اس کا ذرہ ہی نصیب کر دے، اویس قرنی رحمہ اللہ کی محبتِ رسول کا کوئی حصہ ہی نصیب ہو جائے......

اور میرے رحیم و کریم اللہ کے کرم کی کیا سناؤں، کیا بتاؤں کہ یہ روشنی کا سفر کیسا تھا جو میں نے مدینہ کی جانب کیا اور اس نظر کا کیا بتاؤں جو گنبدِ خضریٰ پر پڑی؟

پچھلی مرتبہ میں روضۂ رسول ﷺ کی زیارت سے واپسی پر اپنی بے حسی پر کڑھتی تھی کہ مجھے کیوں اس بات کا احساس نہیں ہو رہا کہ میں کس ہستی کے سامنے حاضری دے رہی ہوں اور اس ہستی کے کیسے ساتھیوں کو سلام کر رہی ہوں؟ الحمد للہ اس مرتبہ اپنے ناکارہ پن کا احساس بھی رلاتا تھا اور اس شفیق و مہربان ہستی کے سامنے حاضری جیسی خوش نصیبی پر دل نازاں بھی ہوتا تھا۔ وہ ہستی جس کے لیے کائنات بنی مجھے ان کی زیارت (غائبانہ ہی سہی) نصیب ہو گئی تھی۔

ریاض الجنۃ میں اللہ نے مجھے ایک بڑی پیاری دعا سجھائی، میں نے اللہ جی سے کہا۔

"یا اللہ! میں بہترین ٹکڑے پر کھڑی ہوں (یعنی جنت کا باغ) اور بہترین پڑوس مجھے حاصل ہے (یعنی نبی پاک ﷺ اور ان کے دو ساتھیوں کا پڑوس) تو بس آخرت میں بھی میرے لیے یہی معاملہ کرنا، مجھے بہترین جگہ اور بہترین پڑوس عطا کر دینا آمین۔"

جب اس عمرے میں ہمارا مدینہ منورہ میں آخری دن تھا تو مجھے لگتا تھا کہ شاید آج میں حرمِ نبوی ﷺ سے واپسی پر آنسوؤں کے راستے جان دے دوں گی۔ دل پگھل پگھل جا رہا تھا، آنکھیں اشک بار تھیں۔ جب میں بار بار مڑ کر آخری نظر روضۂ پاک ﷺ کے سبز گنبد پر ڈالتی تھی تو دھاڑیں مار مار کر روتی تھی، بار بار یہی سوچتی کہ نجانے اب کب حاضری نصیب ہو، بار بار یہی دعا کہ "یا اللہ! مجھے موت نبی پاک ﷺ کے حرم میں دینا یا اپنے حرم میں اور ایسی حالت میں دینا کہ یا طواف کر رہی ہوں یا نفل پڑھ رہی ہوں آمین۔

جب میں روضۂ نبوی ﷺ پر روزانہ سلام دے کر باہر آتی تھی تو مجھے اپنے گناہوں سے کثیف اور بوجھل قدموں میں واضح فرق محسوس ہوتا تھا۔ واپسی پر مجھے لگتا کہ گویا میں اڑتی ہوئی ہوٹل تک پہنچی ہوں یا تیرتی ہوئی۔

اور ایک بات جس کا ذکر کرنا بہت ضروری ہے کہ میرے شوہر کو اللہ تعالیٰ بہت بہترین جزا دنیا و آخرت میں دے کہ جن کے بھرپور تعاون کی وجہ سے میں پوری توجہ سے اور بچوں کی طرف سے بے فکر ہو کر حرمین میں حاضری دیتی رہی۔ انہوں نے اپنی عبادت میں فرق اگر چھوڑا ہوگا تو میری وجہ سے کیوں کہ علی بچوں کو سنبھالتے تھے تو میں حرمین جاتی تھی۔ میں اللہ تعالیٰ سے ہر ہر قدم پر ان کے لیے دعا کرتی رہی،

اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

میری سب بہنوں سے التجا ہے کہ جب بھی اللہ کے گھر حاضری دیں مجھے ضرور دعاؤں میں یاد رکھیں اور جن کا بلاوا ابھی نہیں آیا، وہ رو رو کر اللہ سے اپنے گھر بلانے کی دعا کریں۔

میرے بڑے بیٹے حسن نے بعد میں مجھے بتایا کہ "ماما! آپ نے کسی گناہ گار عورت کا بتایا تھا کہ اسے خانہ کعبہ نظر ہی نہیں آیا تھا تو میں دل میں اتنا ڈرا ہوا تھا کہ اللہ جانے مجھ گناہ گار کو خانہ کعبہ نظر بھی آئے گا یا نہیں تو جب میری پہلی نظر پڑی تو میں اللہ کے کرم پر تڑپ کر رو دیا۔" واقعی اس وقت حسن کا رونا ایسا تھا کہ میں اپنی دعائیں بھول کر ایک ٹک حسن کا منہ دیکھ رہی تھی۔

جس دن ہماری واپسی تھی تو بڑے دونوں بچے سخت اداس تھے۔ عمر نے فون پر حمد لگا دی "اپنے در پہ بلا اے خدا اے خدا" اور دونوں بھائی آبدیدہ ہو گئے۔ جب طوافِ زیارت سے واپس آئے تو عمر نے بتایا کہ "ماما! میری دعاؤں کا 75 فی صد حصہ یہی تھا کہ یا اللہ یہ حاضری آخری نہ ہو!"

حرم میں ہر کوئی ان بچوں کو بہت پیار کرتا تھا اور ان کے بابا کو کہتا تھا کہ "آپ کے بچے بہت مقدر والے ہیں، اس عمر میں یہاں آ گئے ہیں (ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ)۔

اور ہاں آخری بات ہم سب نے تقریباً تمام عربوں کو بہت محبت کرنے والا، نرم خو اور صلح جو پایا، الحمد للہ بہت پیاری یادیں لے کر ہم سب لوٹے ہیں۔

اور اب بات ہو جائے کچھ ضروری مسائل کے بارے میں۔ مدینہ منورہ میں پاکستانی، ہندوستانی اور بنگالی عورتوں کو جب روضہ پاک ﷺ پر حاضری کے انتظار میں بٹھایا جاتا ہے تو ایک خاتون ام عائشہ ان سے خوب باتیں کرتی ہیں۔ کچھ باتیں تو ان کی بہت مزیدار ہوتی ہیں، کچھ اہم مستند مسائل بھی بتاتی ہیں لیکن کچھ باتیں ہمارے حنفی مسلک کے بالکل خلاف ہوتی ہیں۔ مثلاً......

(1) نبی پاک ﷺ کے روضے پر بھی "الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ" کے صیغے سے سلام عرض نہیں کر سکتے، یہ شرک ہے۔
(2) مردوں اور عورتوں کی نماز (سجدے وغیرہ) میں کوئی فرق نہیں یعنی عورتیں بھی کہنیاں زمین پر نہ رکھیں اور پیر نہ بچھائیں۔
(3) عورتوں کا گھر میں کوئی اعتکاف نہیں، انہیں بھی مسجد میں اعتکاف کرنا چاہیے۔
(4) تعویذ شرعاً غلط اور شرک ہے۔ (میرے بچوں کے گلوں سے مکہ کی انتظامیہ نے تعویذ کھینچ کر اتار لیے تھے، حالاں کہ وہ ہمارے حضرت خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہٗ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے تھے۔)
(5) احرام کی حالت میں اگر چہرے کو کپڑا لگتا رہے تو کوئی حرج نہیں، کوئی گناہ نہیں۔ یعنی پردہ ضروری ہے خواہ چہرے پر لگے (میں نے خود پردے والا ہیٹ استعمال کیا تھا جس سے کپڑا چہرے پر نہیں لگتا اور پردہ بھی ہو جاتا ہے)۔
(6) شکرانے کے نفل کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔ نبی ﷺ نے صرف سجدۂ شکر ادا کیا تھا، شکرانے کی نماز نہیں پڑھی تھی۔
(7) کسی شخص کا سلام آپ روضہ نبوی ﷺ پر نہیں پہنچا سکتے وہ خود جب درود پڑھتا ہے تو فرشتے پہنچا دیتے ہیں۔
(8) کسی شخص کو طواف یا اور کوئی نفلی عبادت کر کے ایصالِ ثواب نہیں کیا جا سکتا۔
(9) وضو میں گردن کا مسح شامل نہیں ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس لیے تمام بہنوں سے یہی درخواست کروں گی کہ اللہ کے گھر جانے سے پہلے مستند کتابیں، معلومات و مسائل حج و عمرہ، احکام عمرہ، یا مستند علماء کی دوسری کتابیں پڑھ کر مسائل و آداب سمجھ کر جائیں، وہاں لوگوں کی باتوں میں نہ آئیں۔

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصّٰلِحِيْنَ (القرآن)
ترجمہ: اے میرے رب مجھے صالح اولاد عطا فرما۔ (آمین)
کتابوں میں آتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی عمر 100 سال کے لگ بھگ تھی اور اماں ہاجرہؑ کی عمر 90 برس تھی تو ابراہیمؑ اس وظیفہ کو کیا کرتے تھے اللہ رب العزت نے اس وظیفہ کی بدولت حضرت اسماعیلؑ کو پیدا کیا۔
خوشخبری
بے اولاد میاں بیوی کی مایوسی ختم
پھولوں کے بغیر باغ، بچوں کے بغیر گھر ویران نظر آتا ہے
کیا آپ اولاد کی نعمت سے محروم ہیں؟
دوائی بذریعہ TCS پورے ملک میں فری ڈیلیوری
مطب پر مکمل رپورٹس کے ساتھ تشریف لائیں
بچہ پیدا ہونے میں رکاوٹ ڈالنے والی تمام بیماریوں کا خاتمہ
24 گھنٹے ہیلپ لائن
آگاہی، مشورہ، تشخیص و معلومات کیلئے
0300-5790946
آنے سے پہلے فون پر ٹائم ضرور لیں
اوقات
صبح 10:30 بجے تا شام 7:30 بجے تک
چھٹی بروز جمعہ
حافظ دواخانہ
مرکز بانجھ پن متصل گورنمنٹ سٹی ٹرمینل اڈا یتیم خانہ چوک لاہور
0300-5790946-0324-4323812

مختصر مسائلِ قربانی

ام ساریہ

ہر آزاد عاقل بالغ مسلمان جو ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا رکھتا ہو، یا ان دونوں سے جتنی مالیت کی جائیداد یا مالِ تجارت کا مالک ہو، اس پر عیدالاضحیٰ یعنی ذوالحجہ کی دس تاریخ کو صبح صادق طلوع ہونے سے لے کر بارہویں ذوالحجہ کی شام تک چند مخصوص حلال جانوروں میں سے کسی ایک قسم کے جانور کو حکمِ الٰہی اور سنت نبی کی پیروی میں ذبح کرنا واجب ہے، جسے شرعی زبان میں اضحیہ اور ہماری بول چال میں قربانی کہتے ہیں۔ قربانی کے لیے مذکورہ بالا مالیت پر زکوٰۃ کی طرح سال کا پورا ہونا شرط نہیں۔ اسی طرح جن لوگوں پر صدقۃ الفطر واجب ہوتا ہے، انہی پر قربانی واجب ہے اور جیسے صدقۃ الفطر اپنی ذات پر واجب ہوتا ہے، اہل و عیال کی طرف سے ازخود دینا نفلی عبادت ہے، ایسے ہی قربانی بھی صرف اپنی ذات پر واجب ہے۔ البتہ دوسرے کی طرف سے ثواب کے طور پر یا وکیل بن کر قربانی کرنا درست ہے۔

کسی کے پاس بالکل مال نہ تھا، لیکن اچانک کسی طرح دسویں کی صبح کو یا بارہویں کو غروب آفتاب سے پہلے مذکورہ بالا مالیت حاصل ہوگئی تو اس پر قربانی واجب ہے۔ صاحب مال آدمی اگر مقروض ہے تو ادائے قرض کے بعد مذکورہ بالا مالیت باقی بچے تو قربانی واجب ہے، ورنہ نہیں۔ اسی طرح مسافر پر قربانی واجب نہیں۔

شہر اور قصبات میں رہنے والوں کے برعکس دیہات میں رہنے والوں کے لیے نمازِ عید سے پہلے قربانی جائز ہے۔

قربانی کے جانور:

بکرا، بکری، مینڈھا، بھیڑ، دنبہ، دنبی، بیل، گائے، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی' ان چھے حلال جانوروں میں سے ایک قسم کا جانور ہونا ضروری ہے، ان کے علاوہ کسی اور جانور کی قربانی جائز نہیں۔

قربانی کا جانور خوب صحت مند موٹا تازہ، بے عیب ہونا چاہیے۔ اگر کچھ دبلا پتلا ہو تو جائز ہے لیکن ایسا مریل جانور جس کو سہارا دیکر چلایا جائے، قربانی کے لیے جائز نہیں۔

جس جانور میں سات افراد شریک ہوں' سب کو برابر تول کر گوشت تقسیم کرنا چاہیے کمی بیشی سے تقسیم جائز نہیں۔

قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل سنت اور مستحب ہے' خود نہ کرسکتا ہو تو پاس کھڑا ہونا بہتر ہے، قربانی کے لیے افضل دن دسویں کا ہے۔ باقی دو دنوں میں بھی درست ہے۔ قربانی کا صحیح وقت دن کا ہے' رات کو کرنا بہتر نہیں۔ کیونکہ بعض اوقات صحیح ذبح نہیں ہوسکتا، ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھیں:

"بِسمِ اللّٰہِ اَللّٰہ اَکبَرُ، اِنِّی وَجَّهتُ وَجهِیَ لِلَّذِی فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضَ حَنِیفًا وَّمَا اَنَا مِنَ المُشرِکِینَ، اِنَّ صَلَاتِی وَنُسُکِی وَمَحیَایَ وَمَمَاتِی لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ۔"

پھر اَللّٰهُمَّ مِنکَ وَلَکَ بِسمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اکبَر کہہ کر جانور کو ذبح کرے اور مکمل دعا یاد نہ ہو تو صرف اتنا کہنا ہی کافی ہے: اَللّٰهُمَّ مِنکَ وَلَکَ بِسمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اکبَر لیکن بغیر تکبیر کہے ذبح کرنا جائز نہیں۔

واضح رہے کہ قربانی کے جانور کی کھال قصاب وغیرہ کو مزدوری میں دینا جائز نہیں۔ کھال یا اس کی قیمت مستحقین میں خیرات کردیں۔ دینی مدارس کے مسافر طلباء اس کے زیادہ مستحق ہیں۔

نمازِ عید کے متعلق کچھ باتیں:

شب عید کو نوافل ادا کرنا، توبہ استغفار کرنا، عید کے لیے اوّل وقت میں غسل کرنا، اپنی حیثیت کے مطابق اچھے کپڑے پہننا، مسواک کرنا، خوشبو لگانا سنت ہے۔ نماز کے لیے ایک راستہ سے جانا اور راستہ بدل کر آنا سنت ہے۔ راستہ میں ان تکبیرات کا مناسب آواز میں پڑھنا سنت ہے۔ اَللّٰہُ اَکبَر، اَللّٰہُ اَکبَر، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکبَر، اَللّٰہُ اَکبَر، وَلِلّٰہِ الحَمدُ۔

قربانی کرنے والے کے لیے مستحب ہے کہ نماز عید سے پہلے کچھ نہ کھائے۔

(ماخوذ: قربانی کے فضائل واحکام)

1987ء سے خدمت میں مصروف

پُھلبھری، برص

LEUCODERMA-VITILIGO

STEROIDS FREE
MOST PROGRESSIVE
TREATMENT

سفید داغ قابلِ علاج مرض ہے

ایوارڈ یافتہ
اجمل زیدی
(ماہرِ برص)

کے دورۂ پاکستان کا
مستقل پروگرام

کراچی قیام: 13 مارچ تا 27 مارچ، 13 جولائی تا 27 جولائی، 13 نومبر تا 27 نومبر
فارچون سنٹر آفس نمبر 706 ساتویں منزل شارع فیصل نرسری بالمقابل K.F.C کراچی
فون: 9-37012068(021) موبائل: 8566188(0300)

پشاور قیام: یکم فروری تا 10 فروری، یکم جون تا 10 جون، یکم اکتوبر تا 10 اکتوبر
ہوٹل امین، جی ٹی روڈ ہشت نگری چوک پشاور شہر
فون: 19-2218215(091) موبائل: 8566188(0300)

ملتان قیام: 28 مارچ تا 6 اپریل، 28 جولائی تا 6 اگست، 28 نومبر تا 7 دسمبر
ہوٹل سلور سینڈ، ریلوے روڈ نزد چوک عزیز ہوٹل، ملتان۔
فون: 4518061-62/4582803(061) موبائل 8566188(0300)

لاہور قیام: 14 فروری تا 27 فروری، 14 جون تا 27 جون، 14 اکتوبر تا 27 اکتوبر
گلف سنٹر آفس 16 فیروز پور روڈ مزنگ چونگی
لاہور، 0300-8566188

اسلام آباد مستقل پتہ: 8 اپریل تا 30 مئی، 8 اگست تا 30 ستمبر، 9 دسمبر تا 30 جنوری
مکان نمبر 62 سٹریٹ نمبر 20 سیکٹر G-8-1 تعلیمی چوک (مری چوک) اسلام آباد
فون: 2255880-2854595-(051) موبائل 8566188(0300)

E-mail:syedajmalzaidi@hotmail.com - syedajmalzaidi@yahoo.co.uk

اولاد کی قربانی

اہلیہ راشد اقبال

''امی جان! یہ قربانی کیوں کی جاتی ہے؟'' معصوم سے عبدالباسط نے خیالات میں ڈوبی ماں کو جھنجھوڑ ہی دیا۔

امینہ عبدالباسط کے ہلانے سے خیالات کی دنیا سے لوٹی اور بولی۔

''اللہ رب العزت کے لیے بیٹا۔''

اس نے عبدالباسط کا رخسار تھپتھپایا۔

''امی یہ قربانی کا مطلب کیا ہوتا ہے؟'' پہلے سوال کا جواب پاتے ہی دوسرا سوال تیار تھا۔ وہ سوال بہت پوچھتا تھا۔

''آ...... آپ بیٹا ابھی چھوٹے ہو، ابھی آپ کو سمجھ نہیں آئے گا۔''

''جی نہیں امی! اب میں اتنا چھوٹا بھی نہیں، پورے دس سال کا ہوں۔ آپ مجھے سمجھائیں میں سمجھ جاؤں گا۔''

''دیکھو ابھی مجھے بہت سے کام ہیں پھر کسی دن سہی۔'' امینہ نے اسے ٹالنا چاہا۔

''امی! مجھے بتایئے ناں۔'' وہ روہانسا ہونے لگا اور آنکھوں میں آنسو بھر لایا۔

''بیٹا! قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے اور امت محمدیہ کے ہر اس امتی پر فرض ہے جو اس کی استطاعت رکھتا ہو۔ بھیڑ، بکری، گائے، اونٹ وغیرہ ان سب کی قربانی کی جاسکتی ہے جس کا حکم ہے۔'' مختصر الفاظ میں امینہ نے اس کو سمجھایا اور اس کے تاثرات دیکھنے لگی۔

''امی! اپنی پسند کی چیز کو قربان کر دینا بھی تو قربانی کہلاتا ہے ناں؟'' عبدالباسط نے اپنی بات کی تائید چاہی۔

''ہاں بالکل۔'' امینہ اس کو دیکھ کر مسکرائی۔

''تو پھر......'' عبدالباسط کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

''تو پھر کیا؟'' امینہ نے اس کا چہرہ پڑھنے کی کوشش کی۔

''تو پھر کچھ نہیں۔'' وہ مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی دل نشین مسکراہٹ میں امینہ ایسی ڈوبی کہ اپنا سوال بھول گئی......

☆

عبدالباسط کی مسکراہٹ غیر معمولی طور پر بہت ہی حسین تھی۔ جب وہ مسکراتا تو مخاطب اکثر اپنی بات بھی بھول جایا کرتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ امینہ اس کی ماں ہوتے ہوئے بھی اپنی بات بھول گئی۔ ہاں مگر وہ اس کی مسکراہٹ کیسے بھول جاتی، عیدِ قرباں پر اسے لگتا، اس کی جان قربان ہوتی ہے انتظار کی سولی پر۔ یہ بھی رب کا کتنا بڑا شکر ہے کہ عیدِ قرباں پر اولاد کی قربانی سے انسان بچ گیا۔ میرے رب نے اپنے بندوں کو ہر اس مشکل اور پریشانی سے خود بچایا ہے جو اس کے لیے مشکل ہوتی۔ گائے بکروں کو ذبح کر کے ہم اہم فریضے سے سبکدوش ہو جاتے ہیں اور ثواب الگ پاتے ہیں۔ اولاد کا قربان کرنا کیسا ہوتا؟ جانوروں کی قربانی کر کے ہڈی اور بوٹی کی تفریق کرنے والے کیسے جان سکتے ہیں۔ امینہ کی آنکھوں سے بہنے والے آنسو کے قطرے بھی خون کے قطروں سے کچھ کم نہ تھے۔ دل زخمی تھا اور روح گھائل۔ اسد صاحب بکرے کا کان پکڑتے ہوئے تقریباً گھسیٹتے ہوئے اندر لائے۔

''میں...... میں......'' امینہ خیالات کی دنیا سے باہر آئی تو رخساروں پر بہتے آنسو اسد صاحب کو دیکھ کر اس نے پونچھے۔

''کیسا جانور ہے؟'' اسد صاحب نے بکرے کی کمر پر ہاتھ پھیرا۔

''بہت خوب صورت۔'' امینہ مسکرائی۔

''تمہاری آنکھوں کی سرخی، تم پھر محوِ انتظار ہو!؟'' وہ بکرے کی رسی باندھتے ہوئے امینہ کی طرف بغیر دیکھے ہی بولے۔

''نن...... نہیں تو۔'' امینہ نے اپنے آنسو چھپانے کے لیے اسد صاحب کی مخالف سمت منہ کر لیا۔

☆

''ابو...... بکرے کا یہ خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی قبول ہو گیا ہوگا ناں؟'' جیسے ہی بکرے کی گردن پر چھری پھری، عبدالباسط نے سوال پوچھا۔

''ہاں بیٹا!'' انہوں نے اثبات میں سر ہلایا۔ پندرہ سال کا عبدالباسط اب کچھ کچھ پر اعتماد ہو گیا تھا۔

''ابو اللہ کے پاس نہ خون پہنچتا ہے نہ گوشت، ہمارا جذبہ اور ہماری نیت ہی کا وزن اور ثواب ہوتا ہے ناں؟''

''ہاں بیٹا!'' انہوں نے پھر مختصر جواب دیا۔ ابو ایک برتن میں بکرے کی کلیجی الگ کروا رہے تھے۔

''ابو اگر اولاد کی قربانی فرض ہو جاتی تو...... تو پھر تو کلیجہ منہ کو آ جاتا......!'' عبدالباسط کی نظریں بکرے کی کھلی آنکھوں پر گڑی تھیں۔

''نجانے تم کیسے کیسے سوال کرتے ہو؟'' ابو نے خفا خفا سے انداز میں اسے ٹوکا۔ اور اس کی طرف دیکھنے لگے۔ عبدالباسط نے ان کی ناراضگی دور کرنے کے لیے پرانا حربہ آزمایا۔ اپنی مسکراہٹ...... ابو کی ساری ناراضگی ہوا ہو گئی۔ وہ اس کی حسین مسکراہٹ میں کھو گئے......

☆

عبدالباسط کا خیال آتے ہی اچانک ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ وہ بکرے کے قریب ہی بیٹھے رونے لگے۔ مرد تھے تو کیا ہوا، ایک محبت کرنے والے باپ کا دل ان کے سینے میں پھٹے جارہا تھا۔ امینہ اپنے آنسوؤں پر تقریباً قابو پاچکی تھی۔ اسد صاحب کی ہچکیاں سن کران کی طرف دوڑی۔

''مجھے دلاسہ دے کر خود ہمت ہار بیٹھے۔'' اسد صاحب کے کندھے پر امینہ نے دباؤ ڈالا۔

''مجھے اپنے اکلوتے بیٹے کی جدائی بہت رلاتی ہے، ہر عیدِ قرباں پر مجھے اس کی قربانی کا فلسفہ یاد آتا ہے تو آنسو خون کی صورت آنکھوں سے بہنے لگتے ہیں، صرف اگر مجھے اس بات کی اطلاع ہوجائے کہ وہ راہِ خدا میں قربان ہوچکا یا نہیں تو قرار آجائے۔''

اسد صاحب نے آنسوؤں سے تر چہرہ اٹھا کر امینہ کو دیکھا۔ امینہ کے حلق سے بھی پھنسی پھنسی سسکیاں نکل رہی تھیں۔

☆

نجانے کتنی عیدیں اسی انتظار میں گزر گئیں کہ کب عبدالباسط گھر کا دروازہ کھٹکھٹائے اور اپنی دل نشین ادا سے مسکرائے تو سارے غم کافور ہوجائیں، انتظار کی تمام سوئیاں جو گزر چکی ہیں، پلوں میں تبدیل ہوجائیں۔ کالی پلکیں اور کالے بال عمر کی قلابازیوں میں سفید دکھائی دینے لگے تھے، انتظار کے چراغ تقریباً ماند پڑ چکے تھے۔

اسد صاحب ایک بار پھر عیدِ قرباں پر قربانی کا فریضہ انجام دے رہے تھے۔ انہوں نے بکرے کی گردن پر چھری پھیری، ابھی وہ برتن میں کلیجی نکلوا ہی رہے تھے کہ پیچھے سے کسی بچے کی آواز آئی۔

''انکل...... اگر جانور کی جگہ اولاد قربان ہوتی تو لوگوں کے کلیجے منہ کو آجاتے۔''

اسد صاحب کا کلیجہ واقعی منہ کو آگیا۔ دل انتہائی تیزی سے دھڑکنے لگا، انہوں نے پلٹ کر دیکھا تو ایک معصوم اور دل نشین مسکراہٹ نے ان کا استقبال کیا۔ وہ چند لمحے اس کو دیکھتے رہ گئے۔ بچے کے قریب کھڑا ایک باوقار، باشرع شخص آگے بڑھا اور اسد صاحب کو عید کی مبارک باد دینے لگا۔

''اس عیدِ قرباں پر آپ کا انتظار ختم ہوگیا انکل!'' وہ شخص پر وقار انداز میں بولا تھا۔ اسد صاحب کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔

''مبارک ہو آپ کا بیٹا بھی شہداء میں شامل ہوگیا اور اللہ کی راہ میں قربان ہوگیا۔''

''اوہ......'' انہوں نے ایک طویل سانس بھری اور بے اختیار کہا: ''اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ'' آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور آواز رندھ گئی۔

''تت...... تم کون ہو...... اور یہ بچہ؟'' انہوں نے پرامید انداز میں بچے کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

''یہ عبدالباسط کا بیٹا ہے اور آپ کا پوتا حامد۔''

''عبدالباسط کا بیٹا...... میرا عبدالباسط آگیا۔'' اسد صاحب حامد کو عبدالباسط کہہ کر والہانہ اس سے لپٹ گئے۔

''اس کی ماں کہاں ہے؟''

''وہ تو عبدالباسط سے پہلے ہی جنت کی سیر کو چلی گئی۔ بڑی مشکلوں سے اس کو دشمنوں کے نرغے سے بچالایا ہوں، دشمن تو مجاہدین کے خاندان کے خاندان تباہ کرنے پر تلا ہوا ہے۔ یہ عبدالباسط کا آخری وقت میں تحریر کردہ خط اور یہ بچہ میرے پاس میرے ساتھی کی امانت تھی۔''

اس نے اسد صاحب کے ہاتھ میں خط دیا اور کہا۔ ''اچھا میں چلتا ہوں......'' پھر وہ سلام کرتا ہوا تیزی سے نکل گیا۔

☆

عیدِ قرباں ہمیں قربانی اور ایثار کا وہ درس دیتی ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے عمل میں لارہے تھے یعنی ''اپنی پسندیدہ اور محبوب ترین چیز کو اللہ کی راہ میں قربان کرنا۔'' مگر ہم نے قربانی جیسے اہم فریضے کو محض ایک تفریح اور دکھلاوے کا ڈراما بنا چھوڑا ہے۔ وہ جذبہ وہ نیت جو اس فریضے کو پروزن بناتا ہے وہ مفقود ہوتا جارہا ہے، اس کی جگہ ریاکاری ہماری نس نس میں سرایت کرتی جارہی ہے، حقیقت میں اگر اولاد کی قربانی فرض ہوتی تو کلیجے منہ کو آجاتے۔ اب کم سے کم ہمیں اتنا تو کرنا چاہیے کہ اپنی اولادوں کو ایثار اور قربانی کا مطلب ہی صحیح سمجھادیں کہ جس طرح روزے جیسے اہم فریضے کا حاصل صرف بھوکا پیاسا رہنا نہیں بلکہ روزے کے اسرار ورموز ان گنت ہیں، اسی طرح قربانی جیسے اہم فریضے کا مقصد صرف جانوروں کو ذبح کرکے ان کا گوشت کھانا نہیں بلکہ اس کے تحت وہ جذبۂ ایثار اور قربانی کا شعور بیدار کرنا بھی ہے جس میں جان جانِ آفریں کے سپرد کی جاتی ہے، چاہے وہ جہاد بالقتال ہو، جہاد بالمال ہو یا جہاد بالقلم ہو۔ زندگی کا ہر وہ شعبہ جس میں اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے قربانی دی جائے، اس کا حصول اس کا جذبہ بیدار کرنا ہے۔

رسمِ وفا

5

مناجیہ جبیں

"ٹھہر جائیے گھر میں گاڑی موجود ہے، مگر ڈرائیور نہیں ہو گا اس وقت۔" خاتون بے حد پریشانی سے بولی۔ ریان کو اس کی آواز میں بھیگا پن محسوس ہوا۔

"کوئی اور ہے آپ کے ساتھ اس وقت؟" ریان نے پوچھا۔

"بس میری ماما ہیں۔" اس کی نظریں بچی کے نیلے پڑتے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔

"آپ انہیں بلا لیں، میں گاڑی میں ہسپتال لیے چلتا ہوں۔" خاتون اس کی بات سنتے ہی تیزی سے سامنے والے گھر کی طرف بڑھی اور کالے آہنی گیٹ کے پیچھے غائب ہو گئی۔ اتنی دیر میں ریان نے پانچ سو روپے دے کر خان صاحب سے جان چھڑائی اور خان صاحب فوراً رکشہ لے کر رفو چکر ہو گئے۔ اتنی دیر میں وہ ایک ضعیف خاتون کے ساتھ گاڑی کی چابی تھامے باہر آ گئی۔ ضعیف خاتون نے دل پر ہاتھ رکھا ہوا تھا اور وہ بھی سخت گھبرائی ہوئی تھیں۔

"میری بچی مجھے دے دیں۔" ریان کو اس کی آواز میں سسکیاں سنائی دیں۔

"میں گاڑی میں لٹا دیتا ہوں۔" ریان نے کہا تو اس نے آگے بڑھ کر پورچ میں کھڑی بلیک سٹی کار کا پچھلا دروازہ کھول دیا۔ ریان نے بچی کو لٹا دیا۔ پیچھے پیچھے وہ بزرگ خاتون بھی بیٹھ گئیں۔ ریان نے گاڑی کی چابی لی اور فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دوسری طرف سے کم عمر خاتون گھوم کر پچھلی طرف بیٹھ گئیں۔

"آپ پلیز مجھے راستہ بتا دیں، مجھے علم نہیں ہے، میں کل ہی لاہور آیا ہوں۔" ریان نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

بزرگ خاتون نے بچی کا دایاں بازو جو لٹک گیا، احتیاط سے تھاما ہوا تھا۔ بچی ان دونوں خواتین کی گود میں لیٹی تھی اور ہوش میں تھی، مگر مسلسل تکلیف سے رو رہی تھی۔ وہ بزرگ خاتون راستہ بتاتی رہیں۔ ریان اس ماں کی سسکیاں اور گرتے ہوئے آنسو اپنے دل پر گرتے محسوس کر رہا تھا۔ اس کا ضمیر اسے بے حد ملامت کر رہا تھا۔ ریان نے سنا کہ وہ خاتون ساتھ ساتھ حادثے کی تفصیلات شاید اپنی ساس کو بتا رہی تھی کہ کس طرح وہ اس بچی جس کا نام اُمل تھا اس کی ضد پر بچی کو قریبی اسٹور سے چیزیں دلانے لے گئی۔ گھر کے قریب آتے ہی بچی نے جوش میں ماں سے ہاتھ چھڑایا اور گیٹ کی طرف اندھا دھند بھاگی اور بہت تیزی سے موڑ موڑتے ہوئے رکشے سے ٹکرا گئی۔

ہسپتال زیادہ دور نہ تھا۔ ریان اس بچی کو گود میں اٹھائے بازو سنبھالتا ہوا ایمرجنسی کی طرف تقریباً بھاگا تھا۔ بچی کا بازو خاصا سوج گیا تھا اور اس کا چہرہ خطرناک حد تک نیلا ہو گیا تھا۔ ریان کو اس جنوری کی سردی میں پسینہ آ گیا۔ ڈھائی سال کی بچی اذیت کے جس مراحل میں تھی، اس کا تصور بھی روح فرسا تھا۔ ڈاکٹروں نے بچی کو ایمرجنسی میں لیتے ہی فوراً آکسیجن ماسک لگا کر انہیں باہر بھیج دیا۔ ہسپتال کافی نامی گرامی تھا۔ عملہ بے حد فعال اور متحرک تھا۔ وہ تینوں باہر آ تو گئے مگر ایمرجنسی کے گلاس ڈور سے اس بچی کی ماں چپک کر کھڑی ہو گئی تھی۔ ریان نے موقع پاتے ہی معیز کو فون کر دیا، اسے ہوٹل سے نکلے ڈیڑھ دو گھنٹے ہو گئے تھے۔ معیز نے فوراً کال ریسیو کی تھی۔

"ہاں تو پیارے کیا بات ہے؟" معیز اپنی جون میں ہانکا۔

"اوہ معیز! مہربانی کر میری بات غور سے سن......" ریان کے لہجے میں کچھ ایسا تھا کہ معیز کا پورا وجود ہل گیا۔

"کیا ہوا ریان......؟"

"یار معیز ......" اس نے مختصر لفظوں میں اسے بات بتا کر فوراً ہسپتال پہنچنے کی تاکید کی۔

"او کے میں آتا ہوں۔" معیز فوراً باہر نکل آیا تھا۔

☆

گھر آ کر ابیہ کی زندگی صرف دو چیزوں کے گرد محصور ہو گئی۔ ایک شیلا جس کا نام اس نے اُمل رکھ دیا تھا اور دوسرا عبادت۔ وہ اللہ کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔ اس نے باقاعدہ نماز کو سیکھا، ورنہ تو وہ شروع سے رسماً ہی نماز ادا کرتی آئی تھی۔ نماز سیکھ کر اس نے نماز میں دھیان جمانے کی مشق شروع کی تو اسے نماز میں وہ سکون اور مزہ آنے لگا جس کا پہلے وہ تصور بھی نہ کر سکتی تھی۔ شدید نقاہت کے باوجود یہ دو کام وہ بہت ذمہ داری سے کرتی اور انہی دو کاموں میں اس نے سکون اور پناہ ڈھونڈ لی تھی۔ ہمدانی صاحب اور ان کی بیگم نے سکھ کا سانس لیا تھا کہ ان کی توقع کے برخلاف ابیہ جلد سنبھل گئی تھی اور یہ سب اس معصوم کھلونے کی وجہ سے تھا۔ وہ بڑی تجربہ کاری سے اُمل کو سنبھالتی، اُمل ابھی بہت کمزور اور چڑچڑی ہو گئی تھی مگر ابیہ کی بھرپور توجہ سے وہ بہلتی جا رہی تھی۔ اپنی معصوم زبان سے جب وہ ابیہ کی طرف ماما کہہ کر ہاتھ بڑھاتی تو ابیہ کا سیروں خون بڑھ جاتا۔ پاپا نے بھی اُمل میں دلچسپی لینی شروع کر دی تھی اور اس کے لیے کھلونوں سے کمرہ بھر دیا تھا۔ گھر بھر میں ماما، بابا کہہ کر شرارتیں کرتی پھرتی سب کے دلوں میں محبتوں کے جھروکے کھولتی چلی گئی۔ اُمل کے چہرے پر جھلنے کا نشان رہ گیا تھا۔ ابیہ اکثر اس کے سوتے میں اس داغ پر نرمی سے ہاتھ پھیرتی تو اسے کھدرے پن کا احساس ہوتا تھا۔ (جاری ہے)

صرف خواتین رابطہ کریں
شفائے نظر
یہ مرکب ہر قسم کے مضر اثرات سے پاک ہے
عینک سے چھٹکارا
خالص ترین غذائی اجزاء پر مشتمل ہمارا یہ کورس نظر کو تیز کرتا ہے
دماغ کو طاقتور بناتا ہے
جسمانی واعصابی کمزوری ختم کرتا ہے
بچوں کی نشوونما کر کے قد میں بھی اضافہ کرتا ہے
اس کا آٹھ ہفتوں کا مسلسل استعمال عینک کا ڈیڑھ تا دو نمبر کم کرتا ہے
جنہیں ابھی عینک نہیں لگی وہ بھی استعمال کر سکتے ہیں
فری ہوم ڈیلیوری کے لیے ملک بھر سے ابھی فون کریں اور رقم کی ادائیگی پارسل ملنے پر کریں
ہشام لیڈیز کلینک
مین چوہان روڈ کرشن نگر اسلام پورہ لاہور
فون 042-37157775
0321-8482317

نمکین عید

اہلیہ شاہین اقبال

لیجئے ابھی چھوٹی اور میٹھی عید گزری تھی کہ بڑی اور پھیکی عید بھی آ گئی۔ پھیکی عید ہم نے اس اعتبار سے کہا کہ میٹھے کا عکس پھیکا ہی ہوتا ہے، پھر یہ بڑی عید ویسے بھی شیر خرمہ اور عیدی سے خالی ہوتی ہے، اس میں تو ہر طرف ہماری ہمت اور برداشت کا امتحان لیا جاتا ہے، جسے دیکھو ہاتھ میں چھرا لیے پھر رہا ہوتا ہے۔ اس لیے چاروناچار غصے پر بھی قابو رکھنا پڑتا ہے کہ کہیں اپنی محبوب چیز کی قربانی کی فضیلت کے پیشِ نظر ہمیں ہی قربان نہ کر دیا جائے۔ ویسے اگر مردوں کو بیویوں کی قربانی کا حکم ملتا تو یہ کام با آسانی اور بخوشی تمام مرد کر سکتے تھے، یوں بظاہر وہ محبوب چیز قربان کرنے کا ثواب بھی حاصل کرتے اور دل کی دیرینہ آرزو بھی پوری ہو جاتی۔ آپ نے سنا نہیں کہ ایک خاتون شوہر سے ناراض ہو کر گیارھویں منزل سے چھلانگ لگانا چاہتی تھیں مگر انہیں کوئی کھڑکی کھلی ہوئی نظر نہ آئی تو شوہر نے بیل بجا کر ہوٹل کے عملے کو بلایا کہ میری بیوی چھلانگ لگانا چاہتی ہے مگر کوئی کھڑکی کھل نہیں رہی۔

مخاطب شاید غیر شادی شدہ تھا، اس نے فوراً کہا کہ یہ تو اچھی بات ہے سر...... مگر سر نے بیزاری کے انداز میں کہا کہ تمھارے لیے اچھی بات ہوگی، ہمارے لیے تو تم کھڑکی کھلواؤ!

تو بتائیے ایسے ظالم لوگ بیوی کی قربانی کتنے خشوع وخضوع کے ساتھ کرتے اور ہر سال نئے ایڈیشن سے استفادہ کرتے، مگر مرد حضرات کے لیے عرض ہے کہ

"اے بسا آرزو کہ خاک شدہ"

مرد حضرات کتنی بھی پلاننگ کر لیں مگر ہم بیویوں سے جان چھڑانا آسان نہیں ہے۔ یہاں تک کہ ہم تو ان کا پیچھا جنت میں بھی نہیں چھوڑیں گی ان شاء اللہ، اور بس چلا تو حوروں کے سامنے بھی مردوں کا کچا چٹھا کھول دیں گی، تاکہ کوئی حور بھی ہمارے میاں کے قریب نہ آ سکے۔ مگر ہم نے عالموں سے سنا ہے کہ جنت میں جاتے ہی یہ رقیبانہ مزاج، شگفتگی اور دل بستگی سے تبدیل ہو جائے گا۔ شاید بہت سے قارئین وقاریات کو یہ بات سمجھ میں نہ آئے مگر سمجھنے کی بات یہ ہے کہ اگر وہاں بھی یہی چپقلش رہی تو جنت کو جنت کیونکر کہا جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر بیویاں دنیا میں ہی خاوندوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا اہتمام کریں تو یہ دنیا بھی جنت نظیر بن سکتی ہے، مگر ایسا کرے کون؟ اس طرح تو خواتین کی زندگی گویا بے مزہ اور بے مقصد ہو کر رہ جائے گی!!

اب کوئی مرد اِن سطور سے یہ منفی مطلب ہرگز اخذ نہ کرے کہ ہماری زندگی کا مقصد ہی...... مندرجہ بالا ہے، بلکہ یہ تو ایک مجبوری ہے، ورنہ اگر ہزبینڈ کو فری ہینڈ دے دیا جائے تو......

بہرکیف بات ہو رہی تھی بقرعید کی اور پہنچ گئی حسب سابق 'جوانی تک' مگر شکر کریں کہ بات جوانی تک ہی پہنچی ہے، ضعیفی تک نہیں پہنچی، اس لیے ہم بے تکلف واپس اپنے موضوع کی طرف آتے ہیں کہ بقرعید سے ہم اس لیے خائف رہتے ہیں کہ اس میں ہر طرف خون ہی خون بہتا ہوا نظر آتا ہے اور ہم عہدِ پرویزی سے اس قدر متاثر ہیں کہ 'سب سے پہلے پاکستان' کے ساتھ دہشتگری کے خلاف ہراول دستے میں ہم مردوں سے بھی آگے آگے تھے، اس کے لیے ہماری بعض 'بے حمیت' بہنوں نے میراتھن ریس تک میں حصہ لیا تھا، لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں پکا پکایا اور بھنا بھنایا بیف تو مل جائے مگر اس کے لیے نہ ہمیں کچن کی گرمی برداشت کرنی پڑے اور نہ بچاری گائے کو ذبح کرنا پڑے۔ اب آپ فوراً مصرع پڑھیں گی کہ

ایں خیال است و محال است و جنوں

مگر ہم بھی کم قابل نہیں ہیں، جواباً عرض ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے لیے من وسلویٰ نہیں اتارا؟ کیا اللہ تعالیٰ ہماری دعا پر اس سلسلے کو دوبارہ شروع کرنے پر قادر نہیں؟ کیا قادرِ مطلق سے بدگمانی جائز ہے؟ کیا حدیث قدسی کا مفہوم نہیں ہے کہ میں بندے کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا وہ گمان کرتا ہے؟ ہمارے ان دلائل سے تو قاریات ہماری مناظرانہ صلاحیتوں کی معترف ہوگئی ہوں گی مگر ہم یہ بھی وضاحت کر دیں کہ ہماری یہ صلاحیتیں وہیں نکھر کر سامنے آتی ہیں، جہاں اپنا مفاد وابستہ ہو، ورنہ دوسری جگہ ہمیں بغلیں جھانکتے کئی بار رنگے ہاتھوں پکڑا گیا ہے، مگر اس پر بھی ناقدین کو بغلیں بجانے کی اجازت نہیں کیونکہ گانے بجانے کو شریعت نے سختی سے منع کیا ہے!

بتائیے ہمارے ارشاد کے بجا ہونے میں آپ کو اب بھی شک ہے تو اطلاعاً عرض ہے کہ کسی پر شک کرنا جائز نہیں، اب آپ کہیں گی کہ کیا یہ کوئی فقہی مقالہ ہے جس میں جائز وناجائز کے مسائل پر گفتگو کی بھرمار ہے، مگر آپ کو شاید یاد نہیں کہ ہمارا مسئلہ ہی گفتگو ہے، اسی مسئلے کے حل کے لیے تو ہم قاریات سے مخاطب ہیں تو گفتگو ہو رہی تھی بقرعید کی اور ظاہر ہے کہ اگر بقرعید سے بقر کو الگ کر دیا جائے تو بقرعید ادھوری رہ جائے گی، کیوں کہ عیدی تو پہلے ہی اس میں نہیں ملتی، گوشت سے بھی ہاتھ دھونا پڑے گا، لہٰذا ہم کام کر سکیں نہ کر سکیں مگر نعرہ ضرور لگاتے ہیں......

بسم اللہِ اللہ اکبر!!

قانون علاج بالغذاء کے عین مطابق
رکھے بیماریوں سے محفوظ
محافظ®
HERBAL PHARMA, PAKISTAN
کا خالص قدرتی اجزاء سے تیار کردہ خصوصی ٹانک
ایک مکمل دماغی اور جسمانی ٹانک
محافظ جان
① محافظ جان حافظہ اور نظر کو تیز کرتا ہے
① آنکھوں کے اردگرد سیاہ حلقے دور کرتا ہے
① پچکے گال اور بے رونق چہرے کو دلکش اور بارونق بناتا ہے
مسلسل استعمال سے جوڑوں کے درد کیلئے بے مثال......
خواتین کی خوبصورتی کیلئے لاجواب
بچوں بڑوں اور بوڑھوں کیلئے یکساں مفید
محافظ جان میں شامل اجزاء دل ودماغ معدہ اور جگر کی خصوصی نگہداشت کرتے ہیں
اگر آپ کسی بیماری کے باعث کمزوری محسوس کرتے ہیں
تو محافظ جان کا استعمال آپکی اندرونی خرابیوں کو دور کر کے آپ کو صحت مند توانا جاذب نظر اور خوبصورت بناتا ہے۔ وہ بھی بغیر کسی سائیڈ ایفیکٹ
چھوٹا ڈبہ 200 گرام 650/-
بڑا ڈبہ 400 گرام 1200/-
● سیف دواخانہ لیاقت مارکیٹ ملتان ● جمال الدین خان جی آٹوز اتفاق روڈ اوتھل بلوچستان
● سٹینڈر یونانی دواخانہ چوک گھنٹہ گھر پشاور
● خالد دواخانہ صرافہ بازار ایبٹ آباد ● قدیمی چنیوٹی دواخانہ کچہری بازار سرگودھا
● نیا دواخانہ اسماعیل مارکیٹ شہید روڈ جھنگ ● خان کلینک چنی گوٹھ روڈ علی پور
● محمد نوید ماشاءاللہ جنرل سٹور گلی جامع مسجد اللہ داد والی جہانیاں
فری ہوم ڈیلیوری کیلئے ملک بھر سے ابھی فون کیجئے اور رقم کی ادائیگی پارسل ملنے پر کیجئے
Cell:0308-7520370 - 0334-7629969
قیومی دواخانہ بوہڑ بازار راولپنڈی 051-5505519

ہم بنے کوہ پیما

اہلیہ محمد یوسف ملک۔ کراچی

جبلِ رحمت پر چڑھنے کا تجربہ اس قدر خوب صورت و آسان محسوس ہوا تھا کہ ہم خود کو ہوا میں اڑتا محسوس کر رہے تھے اور دل میں سوچ رہے تھے کہ پہاڑ پر چڑھنا کس قدر آسان ہے! ایویں ہی اسے مشکل سمجھا جاتا ہے۔ اپنے خیالاتِ زریں کا اظہار جب ہم نے سرتاج جی سے کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ''پھر دیر کس بات کی......؟ کل جبلِ حرا بھی کیوں نہ چلیں؟'' ان کا معنی خیز لہجہ دیکھ کر ہم نے جوش سے عرض کیا کہ ''ضرور ضرور ہمیں تو پہاڑ پر چڑھنے کا تجربہ بہت خوب صورت و حسین لگا ہے۔ آخر کتنی عورتیں چڑھتی ہیں وہ آسمان سے تو نہیں اتریں نا؟'' جواب دینے میں ہم کسی سے کم واقع نہیں ہوئے۔

جبلِ رحمت عرفات کی مشرقی سمت میں ایک قدرے چھوٹی سی پہاڑی ہے۔ جس کے نزدیک آں حضرت ﷺ نے عرفہ کی شام میں وقوف فرمایا تھا اس کی بلندی پینسٹھ (65) میٹر ہے اور یہ پہاڑی مسجد نمرہ سے ڈیڑھ کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔

اگلے دن آبِ زم زم سے بھری ایک پانی کی بوتل اٹھائی اور خراماں خراماں، لہکتے، چہکتے کیف و سرور میں ڈوبے جبلِ حرا کی طرف چل دیے۔ اجیاد سے کار کروائی اور جبلِ حرا کا کہہ کر منزل کی جانب رواں دواں ہوئے۔

جبل حرا، مسجد الحرام سے مشرقی سمت میں طائف روڈ پر واقع ہے۔ حرم سے اس کا فاصلہ چار کلو میٹر ہے۔ اس پہاڑ کی بلندی تقریباً 281 میٹر ہے۔ اس کی چوٹی اونٹ کے کوہان کے مشابہ ہے۔ اس پہاڑ کی چوٹی پر ہی وہ مبارک ترین غار ہے، جہاں جبرائیل امین قرآن پاک کی ابتدائی آیات لے کر نازل ہوئے۔ یہ غار تین میٹر لمبا، جبکہ ڈیڑھ تا دو میٹر چوڑا ہے۔ اس غار میں قبلہ رخ ایک سوراخ بھی ہے جس سے غار روشن اور ہوادار بھی ہوتا ہے اور اس میں سے مسجد الحرام بھی نظر آتی ہے۔ اس کی بلندی اتنی ہے کہ ایک درمیانے قد کا آدمی کھڑا ہو سکتا ہے۔

''بس صاحب......اس سے آگے گاڑیوں کے جانے پر پابندی ہے۔ پابندی پہلے نہیں تھی، مگر اب منع کر دیا گیا ہے۔'' ڈرائیور جو کہ پاکستانی تھا، غالباً سرتاج جی کی نظروں میں چھپا سوال بھانپ کر خود ہی دوبارہ بولا تھا۔

''مگر ابھی تو آدھا راستہ پڑا ہے بھائی......!'' سرتاج نے کہا مگر کار والا بضد ہی رہا۔ چار و ناچار پندرہ ریال کرایہ دیا اور اتر آئے۔ سامنے سڑک اوپر کی طرف قدرے ترچھی چڑھائی کی صورت میں تھی۔ اللہ اکبر پڑھ کر ہم نے چڑھنا شروع کیا۔ ''ہائے......! یہ چڑھائی تو بہت مشکل ہے۔'' ہم نے دل میں کہا۔ بڑی مشکل سے پاؤں جما کر، دوسرا پاؤں اٹھاتے۔ اسی طرح قدم بقدم پاؤں اٹھاتے ہوئے ہمیں پچا اشتیاق کا سلسلہ قدم بقدم یاد آ گیا۔

چڑھائی چڑھتے چڑھتے دل کی دھڑکن صاف سنائی دینے لگی۔

''جس آواز کو ہم دھک دھک کی آواز کہتے اور سمجھتے ہیں، یہ دراصل لب ڈھب لب ڈھب کی آواز ہے!''

بیالوجی کی استانی کا کہا ہوا جملہ سماعت میں گونجا۔ بہر حال آواز جیسی بھی ہو، پہاڑ پر چڑھتے ہوئے تیز بھی ہو گئی تھی اور بلند بھی۔ بالآخر بمشکل تمام سڑک کی چڑھائی مکمل ہوئی تو اوپر دیکھ کر پسینے ہی چھوٹ گئے کیوں کہ اوپر اس سے بھی طویل سڑک ہمارے سامنے موجود تھی۔ یہ چڑھائی ختم ہونے تک ایڑیاں بھی پسینے میں بھیگ چکی تھیں اور سانس اتھل پتھل ہو رہا تھا، حالاں کہ راستے میں ہم جگہ جگہ بیٹھتے رہے تھے۔ تھوڑا پانی پی کر سانس درست کیا۔ آگے چلے تو دو مزید چڑھائیاں ہمارے حواس گم کرنے کو تیار تھیں۔

''ہائے اللہ......'' بے اختیار میں ہنس پڑی مگر آنکھوں سے آنسو بھی امڈ آئے۔ بھاری پتھر چوم کر چھوڑنا کے مصداق ہم پلٹنے ہی تھے کہ ہمارے خون نے جوش مارا اور عزتِ نسواں کی رگ پھڑک اٹھی۔ اور ہم حسبی اللہ پڑھتے ہوئے پہاڑ کے دامن میں پہنچ ہی گئے۔ اتنی دیر میں ہماری ایسی کی تیسی ہو چکی تھی۔ وہاں پہنچ کر دیکھا تو لوگ گاڑیوں سے اتر رہے تھے۔

''اف......بدتمیز کہیں کا، اتنی دور چھوڑ گیا ہمیں بے وقوف بنا کر، ساری ہی گاڑیاں تو اوپر آ رہی ہیں، یہاں کون سا پٹرول مہنگا ہے جو ہمیں اتنی مشقت میں چھوڑ گیا۔''

میں غصے میں نجانے کیا کیا اول فول بولے جا رہی تھی۔ تھکاوٹ اور اوپر سے غصہ، دل چاہ رہا تھا کہ وہ ڈرائیور نظر آئے تو کھری کھری سناؤں، بہر حال اب کیا ہو سکتا تھا، سوائے اس کے کہ آیندہ خیال رکھا جائے۔ وہ کوئی ہمارے مدیر صاحب جیسے تھوڑا ہی ہیں، جو کھری کھری بھی چپ چاپ سن لیں۔ ایک جگہ بیٹھ کر پانی پیا، تھوڑا استانے کی غرض سے بیٹھے ہی رہے۔ دس منٹ بعد پہاڑ پر چڑھنا شروع کیا، سرتاج جی تو برابر مسکرائے ہی جا رہے تھے جیسے ان پر کوئی اثر ہی نہ ہو۔ فرمانے لگے:

''آخر اماں خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی تو پیارے نبی ﷺ کا کھانا دینے آتی تھیں، وہ تو بزرگ بھی تھیں، تم تو پھر بھی کم عمر ہو۔''

اپنی کم عمری کا سرتاج جی کی زبان سے اعتراف سن کر ہم اس حالت میں بھی مسکرا اٹھے۔ وہ مزید بولے، ''اور تم اپنی والدہ کا بھی تو سوچو، ساٹھ سال کی ہیں مگر جب بھی آتی ہیں ضرور یہاں آتی ہیں۔'' ان کے یاد دلانے پر ہم شرمندگی سے کسمسائے۔

''سنو فضائل کا استحضار کرو گی تو شیطان کو موقع نہیں ملے گا۔ حاصل تو یہ ہے کہ ہماری کیفیات، جذبات اور احساسات سب اللہ کے لیے ہو جائیں اور اللہ کی رضا ہمارا نصب العین بن جائے۔'' ان کے سمجھانے پر ہم نے دل میں اپنے آپ کو خوب ڈپٹا۔

پندرہ بیس سیڑھیاں چڑھنے کے بعد میں بیٹھ جاتی، پھر دوبارہ چل پڑتی۔ ہماری ''صنف'' کا خیال کرتے ہوئے سرتاج جی نے ہینڈ کیری بھی ہم سے لے لیا۔ ایک نظر گھوم کر دیکھا کہ کتنی سیڑھیاں چڑھ چکے ہیں تو دماغ چکرا گیا۔ آنکھوں کو بند کر کے پلٹے اور دوبارہ اوپر چڑھنا شروع ہی کیا تھا کہ اچانک اوپر سے ایک خاتون اترتے ہوئے ہمارے ہی اوپر گر پڑیں۔ غالباً وہ بھی یہ دیکھتی ہوئی آ رہی تھیں کہ کتنی سیڑھیاں رہ گئی ہیں اور تیورا گئیں۔ بس ہم دونوں کو اللہ نے بچا لیا وہ تو شکر ہے کہ سرتاج جی نے ہمیں تھام لیا ورنہ تو اب ہماری وفات کو بھی دو سال کا عرصہ گزر چکا ہوتا۔ زمین پر گرے گرے ہم نے کہا، ''باجی! آپ کے محرم کہاں ہیں؟''

''وہ......وہ......اوپر ہیں۔'' ہم نے ان کو بازو سے پکڑ کر کھڑا کیا، برقع جھاڑا، طبیعت کا پوچھا، بے چاری کو چوٹ تو نہیں لگی تھی، مگر وہ بہت ڈر گئی تھیں۔ ہم نے انہیں پانی پلا کر محرم کا انتظار کرنے کا مشورہ دیا اور اپنے راستے ہو لیے۔ اوپر پہنچ کر ہوٹل سے جوس پیا۔ نوافل کے لیے وضو کیا اور اپنے ''عظیم کارنامے'' کی اطلاع بذریعہ فون امی ابو کو کی۔ وہ دونوں بہت خوش ہوئے، سراہا اور ہمت افزائی کی۔ یہ والدین بھی عجیب ہوتے ہیں اپنے بچوں کے دل کی بات نہ جانے کیسے جان لیتے ہیں؟ ہم آج بھی اپنے ہر کارنامے کی اطلاع سب سے پہلے امی ابو کو ہی کرتے ہیں۔ نماز کے لیے چلے تو دیکھا کہ ہجوم بے پناہ تھا۔ آدمی ہی آدمی، بہر حال نامحرموں سے ٹکرانے کے خیال سے اندر جانے کا ارادہ ترک کرتے ہوئے باہر کھڑے ہی کھڑے سب کے لیے خوب دعائیں کیں۔ بدعتی حضرات (باقی صفحہ نمبر 16 پر)

سُنی سُنائی

ناہید جعفر

فائزہ کی شادی کے بعد سسرال میں پہلی عیدالاضحیٰ آرہی تھی۔ وہ خوشی خوشی عید کے کپڑوں، جوتوں اور چوڑیوں وغیرہ کی میچنگ کرنے میں مصروف تھی اور اس کا شوہر صائم اپنے والد صاحب کے ساتھ قربانی کے جانور کی تلاش اور خریداری میں دن رات ایک کیے ہوئے تھا۔

فائزہ کے میکے میں خاصا دینی ماحول تھا، اس لیے اسے اچھی طرح احساس تھا کہ یہ دس دن بے حد قیمتی ہوتے ہیں اور وہ ذی الحجہ کے پہلے عشرے کے خاص اعمال کی طرف بھی خاص دھیان دے رہی تھی۔

سب سے پہلے اس نے تسبیحاتِ تشریق ''اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد'' چند پرچیوں پر لکھ کر ہر کمرے میں نماز پڑھنے کی جگہ دیوار پر لگادی تا کہ نماز کے بعد دیکھ کر پڑھی جاسکے۔ نیچے عشرہ ذی الحجہ کے فضائل بھی لکھے ہوئے تھے تا کہ سب کو ترغیب ہو۔ اس کی ساس نے اپنے نماز کے تخت کے پاس لگی پرچی دیکھی تو خوشی سے کہنے لگیں: ''دلہن! یہ تم نے بڑا اچھا کام کیا، نگوڑ ماری ایسی یادداشت ہے کہ ہزار چاہنے کے باوجود نماز کے بعد یہ تسبیحات تشریق پڑھنی بھول ہی جاتی ہوں۔ ارے ہاں یہ دس دن تو بہت فضیلت والے ہیں اور نو ذی الحجہ کا روزہ تو ایک اگلے اور ایک پچھلے سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ کیا تم بھی روزہ رکھو گی بیٹا؟''

''جی امی! ارادہ تو ہے، میں جلدی جلدی سارے کام نمٹا رہی ہوں پھر آٹھ اور نو ذی الحجہ کا روزہ رکھوں گی ان شاء اللہ، آپ دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے نیکیوں میں سبقت لے جانے کی توفیق دے دے۔'' فائزہ نے کہا۔ ساس امی نے اسے گلے سے لگاتے ہوئے کہا۔ ''آمین''

دس ذی الحجہ کی رات اپنی پوری رونقوں کے ساتھ ہر آنگن میں اتری ہوئی تھی۔ تقریباً ہر گھر کے باہر قربانی کا جانور بندھا ہوا تھا۔ بچوں کا جوش و خروش قابلِ دید تھا۔ کوئی اپنے بکرے کو نہلا رہا تھا تو کوئی مہندی سے اس کی کمر پر عید مبارک لکھ رہا تھا۔ کچھ بچے اپنے بکرے کو جھانجھریں پہنائے سیر کراتے پھر رہے تھے۔ فائزہ کی جٹھانی کے چھوٹے بچے صحن میں بندھی گائے کی بڑی بڑی آنکھوں سے خوف زدہ ہو رہے تھے اور پورے گھر والوں کے لیے تماشا بنے ہوئے تھے۔

فائزہ نے روزہ کھول کر چائے بنائی اور مگ لے کر سب کے درمیان آبیٹھی۔ اس وقت گرما گرم چائے اسے بے حد مزہ دے رہی تھی۔ چائے کے گھونٹ بھرتے ہوئے وہ سوچ رہی تھی۔ یہ چائے کا نشہ بھی بہت بری چیز ہے، ذرا دیر نہ ملے تو سر میں درد شروع ہو جاتا ہے۔ شکر ہے میرے دو روزے خیریت سے پورے ہو گئے اور سر درد کا مقابلہ نہیں کرنا پڑا۔ اس کی ساس جو تخت پر بیٹھی شیر خرما کے لیے میوہ کاٹ رہی تھیں۔ کہنے لگیں:

''اے دلہن! ماشاء اللہ تمہارے دو روزے تو پورے ہو گئے، اب یوں کرنا کہ عید والے دن کچھ اور مت کھانا بلکہ قربانی کے گوشت سے روزہ افطار کرنا، ہمارے ابا اللہ بخشے ہمیشہ پورے ڈھائی دن کے روزے رکھا کرتے تھے۔'' فائزہ کی جیٹھانی بھی کہنے لگی:

''ہاں میرے نانا بھی ہمیشہ دو روزے پورے، اور عید کے آدھے دن کا روزہ بھی رکھا کرتے تھے، اپنے قربانی کے جانور کے گوشت سے روزہ کھولنے کا بڑا ثواب ہوتا ہے۔''

ان دونوں کی باتیں سن کر فائزہ نے پکا ارادہ کر لیا۔ ٹھیک ہے میں بھی کل آدھے دن کا روزہ رکھوں گی اور قربانی کے گوشت سے ہی افطار کروں گی، کیا ہوا جہاں دو روزے رکھے ہیں، وہاں آدھا اور سہی، ڈھائی روزوں کا مکمل ثواب تو مل جائے گا!

عید کی صبح سب کو چائے بنا کر دیتے ہوئے فائزہ کا بڑا دل چاہ رہا تھا کہ ایک کپ وہ بھی پی لے مگر آدھے روزے کے ثواب کا لالچ آگیا۔ مرد نماز پڑھ کر آئے تو سب گھر والے شیر خرما کھانے لگے۔ سب کو کھاتا دیکھ کر اس کے منہ میں بھی پانی بھر آیا مگر پھر صبر سے کام لینا پڑا۔

صائم قصائی کی تلاش میں نکل گیا مگر کوئی قصائی گائے پر ہاتھ نہیں رکھ رہا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ بکرا آسانی سے ذبح ہو جاتا ہے اور گائے ذبح کرنے میں بہت زیادہ وقت لگتا ہے۔ اس لیے وہ پہلے بکرے ذبح کرنا چاہ رہے تھے، اگر کوئی قصائی گائے کی قربانی کرنے کو راضی ہوتا بھی تو اتنے زیادہ دام مانگتا جو قابلِ قبول نہ ہوتے۔

دوپہر کے بارہ بجے تک چائے نہ ملنے کی وجہ سے فائزہ کے سر میں ہلکا ہلکا درد شروع ہو گیا۔ اس کا دل چاہا کہ بس اب چائے پی ہی لی جائے، مگر پھر اپنے دل کو سمجھایا، میرا تو روزہ ہے اور مجھے قربانی کے گوشت سے کھولنا ہے، چلو جہاں اتنا انتظار کیا ہے وہاں تھوڑا اور کر لیتی ہوں۔ صائم قصائی لے کر آتے ہی ہوں گے۔

فائزہ نڈھال نڈھال سی کبھی اِدھر بیٹھتی، کبھی اُدھر بیٹھتی رہی۔ آخر خدا خدا کر کے تین بجے قصائی آیا اور گائے ذبح کر کے کلیجی نکال کر دی، جسے اس نے پریشر ککر میں چڑھایا۔ اس کی جیٹھانی نے جلدی جلدی روٹیاں پکائیں، پورے چار بجے کھانا تیار ہوا تو فائزہ نے کلیجی کی بوٹی سے روزہ کھولا۔ اس وقت تک اس کا سر درد سے پھٹا جا رہا تھا۔ بمشکل آدھی روٹی کھا کر اس نے گولی کھائی اور سر پر دوپٹا باندھ کر سو گئی۔ مغرب کے وقت اس کی آنکھ کھلی تو سر کے درد میں آرام آچکا تھا مگر نمازِ عصر قضا ہو گئی تھی۔

''اوہ یہ عید اور نماز تو سر درد کی نذر ہو گئی۔'' اس نے افسوس سے سوچا۔ ''کاش میں آدھے دن کے روزے کی نیت نہ کرتی اور صبح ہی چائے پی لیتی تو اتنی اذیت نہ اٹھانی پڑتی۔''

بہر حال وہ اٹھی، غسل کر کے عید کا گلابی سوٹ پہنا، گلابی لپ اسٹک لگائی اور جوڑے میں گلاب کی کلی لگا کر صائم کے ساتھ اپنی امی سے عید ملنے جا پہنچی۔ سجی سنوری فائزہ کو شوہر کے ساتھ دیکھ کر امی نہال ہو گئیں۔

''ارے ماشاء اللہ میری بیٹی تو آج تو گلاب کا پھول لگ رہی ہے۔''

فائزہ صائم کے سامنے بری طرح شرما گئی۔ صائم نے بھی سن لیا تھا، شرارت سے کہنے لگا۔ ''امی! یہ پھول ابھی ابھی کھلا ہے، ورنہ صبح سے مرجھایا ہوا پڑا تھا۔''

امی نے حیران ہو کر پوچھا۔ ''ہیں وہ کیوں بھئی؟''

فائزہ نے اپنے ڈھائی روزوں کی روداد سنائی تو امی تاسف سے سر ہلانے لگیں۔

''افوہ! فائزہ تم کب سمجھ دار ہو گی؟ کتنی بار بتایا ہے کہ دین کے بارے میں سنی سنائی باتوں پر یقین نہیں کرنا چاہیے بلکہ اچھی طرح تحقیق کرنے کے بعد عمل کرنا چاہیے، پھر امی اپنی الماری سے ایک مستند کتاب 'ذی الحجہ کے احکام وفضائل' اٹھا لائیں اور ایک صفحہ کھول کر فائزہ کے سامنے رکھا۔ فائزہ نے پڑھنا شروع کیا۔

'عید کے دن کا روزہ'...... آج کل اکثر لوگ اپنی قربانی ہونے تک بھوکا پیاسا رہنے کو روزے کا نام دیتے ہیں، اور جب تک قربانی نہ ہو جائے اس وقت تک کھانے پینے کو ناجائز سمجھتے ہیں۔ یہ جہالت کی بات ہے، روزہ تو دن کے وقت بلکہ پورے دن کا ہوتا ہے نہ کہ رات کا یا دن کے بعض حصے کا، اور عید کے دن تو ویسے بھی روزہ رکھنا حرام ہے، لہٰذا قربانی ہونے تک روزہ کا تصور غلط ہے، البتہ اپنی قربانی سے کھانے کی ابتدا کرنا مستحب ہے، مگر یہ شرعاً روزہ نہیں، نہ اس میں روزے کا ثواب ہے، نہ روزے کی نیت ہے اور نہ ہی یہ فرض، واجب ہے صرف مستحب ہے اور دسویں

تاریخ کے ساتھ خاص ہے۔"

یہ مسئلہ پڑھ کر فائزہ کا دل اپنی عقل پر ماتم کرنے کو چاہنے لگا۔ وہ اپنا سر پکڑ کر کھسیانی سی ہنسی ہنسنے کے سوا کیا کرسکتی تھی۔ اب امی نے کہنا شروع کیا۔

"اری بدھو بات دراصل یوں ہے کہ پہلے زمانے میں بکرے اتنے مہنگے نہیں ہوتے تھے، زیادہ تر لوگ بکرے کی قربانی کیا کرتے تھے اور وہ لوگ اپنے ہاتھ سے بکرا ذبح بھی کرلیتے تھے۔ آج کل کی طرح قصائی کے محتاج نہیں ہوتے تھے، بس عید کی نماز پڑھ کر آتے ہی بکرا ذبح کیا اور کلیجی پکوا کر کھالی، چلو جی مستحب کا ثواب مل گیا، اس بات کو وقت کے ساتھ ایک دوسرے کو سناتے سناتے لوگوں نے کیا سے کیا بنا ڈالا اور تم جیسے عقل کے کچے لوگ اذیت میں مبتلا ہونے لگے۔ اب فائزہ نے اپنے دونوں کان پکڑ کر بے اختیار کہا: "میری توبہ جواب کبھی سنی سنائی باتوں پر یقین کیا۔" اس کی رونی صورت دیکھ کر سب ہنس پڑے۔

الٰہی تیری چوکھٹ پہ!

الٰہی تیری چوکھٹ پہ بھکاری بن کے آیا ہوں
سراپا فقر ہوں عجز و ندامت ساتھ لایا ہوں

بھکاری وہ کہ جس کے پاس جھولی ہے نہ پیالہ ہے
بھکاری وہ جسے حرص و ہوس نے مار ڈالا ہے

متاعِ دین و دانش نفس کے ہاتھوں سے لٹوا کر
سکونِ قلب کی دولت ہوس کی بھینٹ چڑھوا کر

لٹا کر ساری پونجی غفلت و نسیاں کی دلدل میں
سہارا لینے آیا ہوں ترے کعبے کے آنچل میں

گناہوں کی لپٹ سے کائناتِ قلب افسردہ
ارادے مضمحل، ہمت شکستہ، حوصلے مردہ

کہاں سے لاؤں طاقت دل کی سچی ترجمانی کی
کہ کس جنجال میں گزری ہیں گھڑیاں زندگانی کی

خلاصہ یہ کہ بس جل بھن کے اپنی روسیاہی سے
سراپا فقر بن کر اپنی حالت کی تباہی سے

ترے دربار میں لایا ہوں اب اپنی زبوں حالی
تری چوکھٹ کے لائق ہر عمل سے ہاتھ ہیں خالی

یہ تیرا گھر ہے تیرے مہر کا دربار ہے مولا
سراپا نور ہے اک مُہبطِ انوار ہے مولا

تری چوکھٹ کے جو آداب ہیں میں ان سے خالی ہوں
نہیں جس کو سلیقہ مانگنے کا وہ سوالی ہوں

زباں غرقِ ندامت دل کی ناقص ترجمانی پر
خدایا رحم میرے اس زبانِ بے زبانی پر

یہ آنکھیں خشک ہیں یارب انہیں رونا نہیں آتا
سلگتے داغ ہیں دل میں جنہیں دھونا نہیں آتا

الٰہی تیری چوکھٹ پر بھکاری بن کے آیا ہوں
سراپا فقر ہوں عجز و ندامت ساتھ لایا ہوں

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم

عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت وحرمت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کو عملِ صالح جتنا ان دس دنوں میں محبوب ہے اتنا کسی دوسرے دن میں نہیں۔" (بخاری)

تشریح: جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہفتہ کے سات دنوں میں سے جمعہ کو اور سال کے بارہ مہینوں میں سے رمضان مُبارک کو اور پھر رمضان کے تین عشروں میں سے عشرۂ اخیرہ کو خاص فضیلت بخشی ہے، اسی طرح ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کو بھی فضل ورحمت کا خاص عشرہ قرار دیا ہے اور اسی لیے حج بھی انھی ایام میں رکھا گیا ہے۔ بہر حال یہ رحمتِ خداوندی کا خاص عشرہ ہے۔ ان دنوں میں بندے کا ہر نیک عمل اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے اور اس کی بڑی قیمت ہے۔

مسلم کی ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ "جب ذی الحجہ کا پہلا عشرہ شروع ہوجائے (یعنی ذی الحجہ کا چاند دیکھ لیا جائے) اور تم میں سے کسی کا ارادہ قربانی کا ہو تو اس کو چاہیے کہ اب قربانی کرنے تک اپنے بال یا ناخن بالکل نہ تراشے۔"

چونکہ یہ عشرہ حج کا ہے اور ان ایام کا خاص الخاص عمل حج ہے لیکن حج مکہ معظمہ جا کر ہی ہوسکتا ہے اس لیے وہ زندگی میں صرف ایک دفعہ اور وہ بھی اہلِ استطاعت پر فرض کیا گیا ہے، اس کی خاص برکات وہی بندے حاصل کرسکتے ہیں جو وہاں حاضر ہوکر حج کریں لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے سارے اہلِ ایمان کو اس کا موقع دیا ہے کہ جب حج کے یہ ایام آئیں تو وہ اپنی اپنی جگہ رہتے ہوئے بھی حج اور حجاج سے ایک نسبت پیدا کرلیں۔ عیدالاضحیٰ کی قربانی کا خاص راز بھی یہی ہے۔ حجاج دسویں ذی الحجہ کو مِنٰی میں اللہ کے حضور میں اپنی قربانیاں پیش کرتے ہیں، دنیا بھر کے دوسرے مسلمان جو حج میں شریک نہیں ہوسکے ان کو حکم ہے کہ وہ اپنی اپنی جگہ ٹھیک اسی دن اللہ کے حضور میں اپنی قربانیاں نذر کریں اور جس طرح حاجی احرام باندھنے کے بعد بال یا ناخن نہیں ترشواتا، اسی طرح یہ مسلمان جو قربانی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ذی الحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد بال یا ناخن نہ ترشوائیں اور اس طریقے سے بھی حجاج سے ایک مناسبت اور مشابہت پیدا کریں۔ کس قدر مبارک ہدایت ہے جس پر چل کر مشرق ومغرب کے مسلمان حج کے انوار وبرکات میں حصہ لے سکتے ہیں۔ (معارف الحدیث)

بقیہ: ہم بنے کوہ پیما!

یہاں بھی موجود تھے۔ بھونڈے انداز میں شرکیہ جملے اور شرکیہ الفاظ کی نعتیں پڑھ رہے تھے، تصویریں کھنچوانے والے بھی آگے آگے تھے۔ بے اختیار منہ سے نکلا: "اللهم اصلح امة محمد ﷺ، آمین."

کچھ دیر بیٹھے اور حد نظر بکھرے پہاڑوں کو دیکھا۔ یقیناً ان پہاڑوں پر رہنے والوں کے دل بھی پہاڑوں جیسا ایمان رکھتے ہوں گے۔ واپسی کا ارادہ کیا تو دل اداس سا ہوگیا۔ بجھے سے دل کے ساتھ لگاتار سیڑھیاں اترتے رہے اور روتے رہے کہ دوبارہ پتا نہیں کب یہ موقع ملے؟ واپسی میں بیٹھنا نہیں پڑا، ہاں مگر نیچے اترنے تک ٹانگیں شل ہوچکی تھیں۔ پہاڑ کے دامن میں ہی گاڑی پر سوار ہوئے تو دل کو دوبارہ اسی کار والے کا خیال آیا، مگر درگزر کر کے خود پر قابو پایا۔ تھوڑی ہی دیر بعد گاڑی مولد النبی ﷺ کے سامنے آرکی۔ اس مبارک مقام کی زیارت کر کے مروہ کے راستے مسجد الحرام پہنچے۔ نماز ظہر ادا کی اور ان حسین یادوں کا خزینہ لیے خندق کی جانب چل دیے۔

انوکھی قربانی

بنت احمد

''اس بار ہم دو قربانیاں کریں گے!'' احسن صاحب نے گھر آتے ہی خوشخبری سنائی۔

''کیا؟...... دو! وہ کیسے؟'' ہم نے تو ایک ہی حصہ ڈالا ہے مشکل سے......''
بیگم نزہت حیران رہ گئیں۔

''بھئی بس کریں گے، میں نے نام لکھوا بھی دیا ہے، اب کھانا لے آؤ۔'' انہوں نے کہا اور کپڑے بدلنے چلے گئے۔ رات کو نزہت بیگم نے دوبارہ پوچھنا چاہا تو احسن صاحب ٹال گئے۔

عید میں صرف ایک ہفتہ رہ گیا تھا۔ نزہت بیگم اور ان کی اکلوتی بیٹی فاطمہ کی تیاریاں عروج پر تھیں۔ آخر عید کی رات بھی آ پہنچی لیکن احسن صاحب نے کھل کر ابھی تک نہیں بتایا تھا کہ انہوں نے دوسری قربانی کہاں اور کس کے نام سے کرنے کا ارادہ کر رکھا تھا۔

نزہت بیگم نے کڑاہی گوشت کے لیے مصالحے اکٹھے کرتے وقت سوچا۔'' آج میں پوچھ کے ہی رہوں گی، کہیں ایسا تو نہیں کہ اماں جان کے ہاں ہی حصہ ڈال آئے ہوں؟ اف کتنا منع کیا تھا میں نے ان کو، اب کیا یہ اچھا لگتا ہے کہ صبح صبح سسرال جا کے بیٹھ جاؤ اور شام کے چار بجے گوشت آئے۔''

انہیں پچھلی عید یاد آ گئی اور وہ حقیقتاً پریشان سی ہو گئیں۔ جلدی جلدی کام سمیٹ کر وہ کمرے میں آئیں تو احسن صاحب کروٹ بدلے سو رہے تھے۔ نزہت بیگم کو بے چینی تو بہت تھی لیکن انہوں نے صبر کا گھونٹ پی لیا اور پچھلی عید کی کوفت یاد کرتے کرتے نہ جانے کب نیند کی وادی میں کھو گئیں۔

صبح ہلکا پھلکا ناشتہ کر کے احسن صاحب جلد ہی قصائی کو لینے چلے گئے۔

''ماما! آپ نے میرا پنک سوٹ کہاں رکھا ہے؟'' نزہت بیگم اپنے کمرے میں تھیں، جب فاطمہ نے اندر آ کر کچھ پریشانی سے پوچھا۔

''بیٹا! رات کو ہی آپ کی الماری میں لٹکا دیا تھا، بالکل سامنے ہی ہوگا۔'' نزہت بیگم نے جیولری باکس میں سے کچھ ڈھونڈتے ہوئے کہا۔

''لیکن......'' فاطمہ نے کچھ کہنا چاہا تو انہوں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔

''فاطمہ! آپ کو کبھی کوئی چیز بھی پہلی دفعہ میں ملی ہے؟ جاؤ ٹھیک سے جا کر دیکھو!''

نزہت بیگم بھی اپنی جگہ ٹھیک تھیں۔ فاطمہ کی لاپروائی واقعی ان کے لیے کوئی نئی چیز نہیں تھی۔ لیکن...... یہ کیا! یہ جیولری باکس آج ان کو کچھ نیا نیا ضرور لگ رہا تھا کیونکہ اس میں ان کی سفید قیمتی موتیوں والی مالا غائب تھی!

''ماما! ہم دادو کے گھر کب جائیں گے؟'' فاطمہ جو ابھی تک وہیں کھڑی تھی۔ بے صبری سے پوچھنے لگی۔

''ارے! چلے جائیں گے۔ ویسے بھی وہاں کہیں شام کو جا کر قربانی ہوتی ہے اور میں بہت تھک جاتی ہوں تمہیں تو پتہ ہے۔'' نزہت بیگم کچھ اکتائے ہوئے لہجے میں بولیں۔ وہ سوچ رہی تھیں کہ آخری دفعہ انہوں نے مالا کب اور کہاں پہنی تھی اور......

''لیکن ماما جان! ہم نے تو وہاں کوئی حصہ نہیں ڈالا۔''

''ایک تو میں تمہارے بابا کی سسپنس پھیلانے والی اس عادت سے بہت تنگ ہوں۔ آخر کہاں کر رہے ہیں دوسری قربانی؟ کچھ پتہ بھی تو چلے۔'' نزہت بیگم نے آخری جملہ ذرا زور سے ادا کیا کیونکہ احسن صاحب گیٹ سے اندر آ چکے تھے۔

''آئیں میرے ساتھ آپ دونوں......'' انہوں نے کمرے میں آتے ہی کہا اور باہر کی طرف قدم بڑھا دیے۔ وہ از حد سنجیدہ تھے۔ فاطمہ اور نزہت بیگم نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔ کمرے سے باہر نکلے تو دیکھا کہ احسن صاحب گھر سے باہر جا رہے تھے۔ وہ اور زیادہ حیران ہوئیں۔ انہوں نے جلدی سے چادر اٹھائی اور ان کے پیچھے گھر سے باہر آ گئیں۔ دیکھا کہ احسن صاحب پڑوس میں بیوہ مہرالنساء کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹا رہے تھے۔ نزہت بیگم نے برا سا منہ بنا لیا۔ مہرالنساء اور ان کی دونوں بیٹیاں انہیں ذرا پسند نہ تھیں۔ ایک وجہ تو ان کی غربت تھی، دوسری بقول نزہت بیگم کے ''ان کا پینڈو پن!'' لیکن آج چار و ناچار انہیں دو سالوں کے وقفے سے اس ٹوٹے پھوٹے گھر میں داخل ہونا پڑ رہا تھا۔ دو سال پہلے وہ مہرو کے جوان بیٹے کی وفات پر آئی تھیں۔

انہیں اندر آتا دیکھ کر مہرالنساء نے آگے بڑھ کر انہیں گلے سے لگا لیا اور بے اختیار دعائیں دینے لگیں۔ ''اللہ آپ کو خوش رکھے آباد رکھے، نسیمہ! سلیمہ! دیکھو کون آیا ہے۔''

ابھی نزہت بیگم اس افتاد سے سنبھل نہ پائی تھیں کہ فاطمہ کی ہم عمر، دو کمزور سی بچیاں آ کے ان کے پاس کھڑی ہو گئیں۔ ان سے اٹھنے والی ناگوار سی بو اتنی خلاف معمول نہ تھی لیکن نزہت بیگم کی حیرانی قابل دید تھی۔ اس کی دو وجوہات تھیں! پہلی...... نسیمہ کے بدن پر ان کی لاڈلی بیٹی فاطمہ کا پنک سوٹ اور دوسری وجہ...... سلیمہ کی کالی لمبی سی گردن میں ان کی اپنی سفید چمکتی مالا......! مہرالنساء دعائیں دیتی نہ تھک رہی تھیں، مگر نزہت بیگم خاموش سی تھیں۔ معاملے کو کچھ کچھ وہ سمجھ گئی تھیں۔

نزہت بیگم گھر آئیں تو رہ رہ کر انہیں مہرالنساء کی پرخلوص دعائیں اور دو معصوم سے چمکتے ہوئے چہرے یاد آنے لگے۔

''مجھے معاف کر دو اگر تمہاری دل آزاری......'' احسن صاحب نے بات شروع ہی کی تھی کہ نزہت بیگم بول اٹھیں۔ ''نہیں نہیں آپ نے تو بہت ہی اچھا کیا، مجھے یہ خیال کیوں نہ آیا۔ میں مہرو سے شرمندہ ہوں، نبی پاک ﷺ نے تو پڑوسیوں کے حقوق پر اتنا زور دیا، اور ہم ہیں کہ اپنی تیاریوں میں بھول ہی گئے......'' وہ رو دینے کو تھیں۔

''ماما! میں تو سوچ رہی ہوں کہ سلیمہ کو اپنا وہ ریڈ سوٹ بھی گفٹ کر دوں اور نسیمہ کو وہ والی جیولری جو......'' فاطمہ کہے جا رہی تھی۔

''ارے واہ! ایک بات تو میں نے آپ لوگوں کو بتائی ہی نہیں......'' احسن صاحب اچانک بول اٹھے۔ نزہت بیگم نے آنسو صاف کیے اور سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھا۔

''وہ یہ کہ...... وہ دوسری قربانی یہی تو ہے...... خواہشات اور ارمانوں کی قربانی...... ایک انوکھی قربانی!!''

کیا آپ بھی اس عید پر انوکھی قربانی دینے کے لیے تیار ہیں؟

نوٹ: Peri کی پراڈکٹس ہر ہومیو، جنرل، اور میڈیکل سٹورز پر دستیاب ہیں۔ برائے معلومات 0345/0321-6680699, 0300-4325915

لاہور ایس ایس لنکرز ہومیو سٹور 22 علامہ اقبال روڈ فون نمبر: 042-36314149,36369261 گوجرانوالہ پاک دواخانہ امیر ہومیو، اور ہیڈ برج سیالکوٹ روڈ گجرات علی ہومیو سٹور چوک نواب سیالکوٹ گڈلک ٹو ہومیو، ریلوے روڈ جہلم پنجاب ہومیو/میاں ہومیو/ہمدرد دواخانہ رام دین بازار راولپنڈی سپر ہومیو/جاوید ہومیو بوھڑ بازار منگورہ سوات کریم فارمیسی ایئر پورٹ روڈ پشاور الشفاء ہومیو سٹور، سکندر پورہ کوہاٹ محمدی ہومیو سٹور کوچہ غلام مصطفیٰ مین بازار۔ اٹک ظہیر ہومیو سٹور، ریلوے گراؤنڈ۔ ڈیرہ اسماعیل خان بلاول/نواز/تحسین ہومیو سٹور، بالمقابل حق نواز پارک فیصل آباد پنجاب/فیصل/پاک/عبداللہ ہومیو سٹور، چنیوٹ بازار۔ ملتان سپر/الشافی ہومیو گھنٹہ گھر کچہری روڈ بہاولپور سٹی/فیصل ہومیو سٹور، احمد پوری گیٹ بہاولنگر عادل جنرل سٹور/تحصیل بازار، زیشان ہومیو بلدیہ روڈ رحیم یار خان طاہر/پاکستان/سومرو ہومیو سٹور/بانو بازار سکھر گیلانی ہومیو سٹور، واحد مارکیٹ تھلہ۔ حیدر آباد جرمن ہومیو سٹور، لجپت روڈ کراچی 0312-2810777 خواجہ میڈیکل سٹور/ایمپرس مارکیٹ صدر۔ مانسہرہ الیاس پنسار سٹور، ظفر روڈ

Kidz i Kidz
SMART LITTLE FASHION!
ENJOY THE FESTIVE
EID
WITH OUR
NEW
COLLECTION
2013
KARACHI OUTLETS
Dolmen Mall (Tariq Road) | Bahadurabad (Dolmen Arcade)
Millennium Mega Mall Saima Mall & Residency (Gulshan)
Al-Madni Shopping Mall | Saima Paari Mall (Hyderi)
HYDERABAD | RAHIM YARKHAN | GUJRANWALA | LAHORE | RAWALPINDI
For Information Please Contact . 0321-828-7487

Choco Bliss®
A Product of
Young's®
Hazelnut
Chocolate
Spread
FOR THE LOVE
OF CHOCOLATE
www.youngsfood.com I UAN: 111-YOUNGS